عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

# ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

شوال کے چھ روزے

جلد: ۴۲ | ۱۰تا۱۶/شوال المکرم ۱۴۴۴ھ مطابق یکم تا ۷/مئی ۲۰۲۳ء | شمارہ: ۱۷

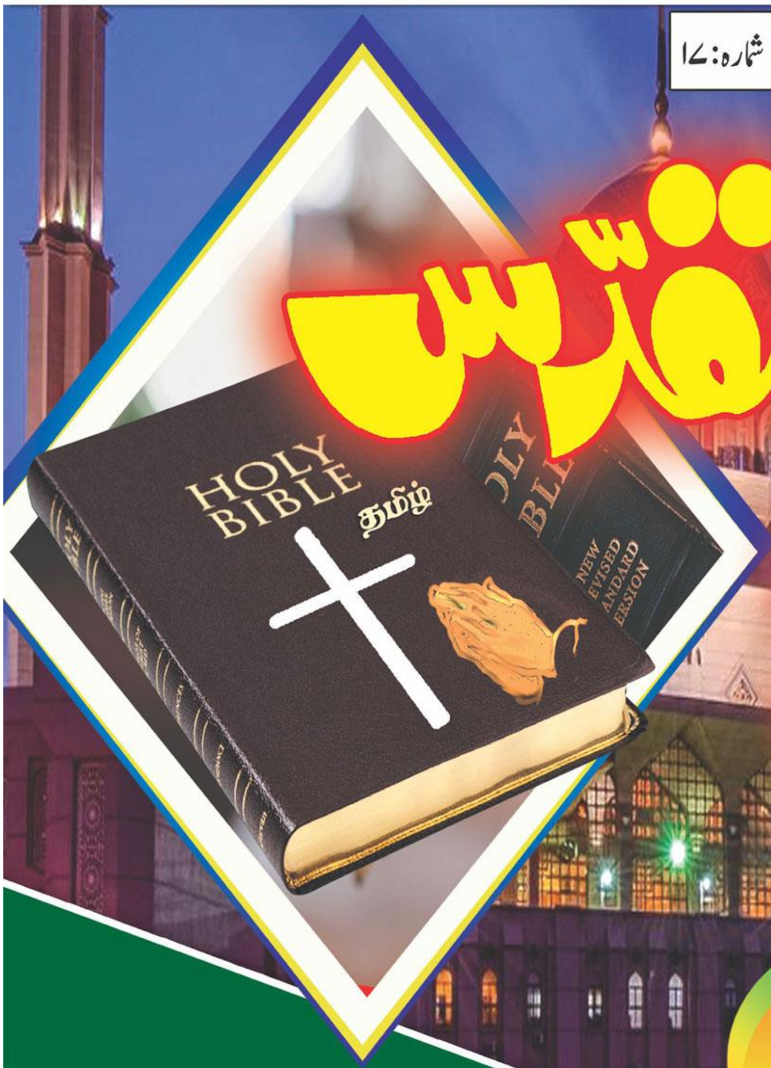


## کلامِ مقدس
## عیسائی مُحققین کے اعترافات

مولانا قاری جمیل الرحمن اختر

## حضرت عبداللہ ابنِ اُمِّ مکتوم رضی اللہ عنہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

## والدین کی طرف سے جہیز میں دیا گیا سامان لڑکی کا حق ہے

س:...... بعض ناگزیر اور غیر ذمہ دارانہ حرکات کی وجہ سے میں اپنے شوہر کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی اور طلاق چاہتی ہوں، اس سلسلے میں میرے شوہر اپنے بہنوئی اور اپنے دو بھائیوں کے ہمراہ ہمارے گھر آئے، ہم نے طلاق نامہ اس کو دیا کہ اس پر دستخط کردو، جس پر اس نے اعتراض لگاتے ہوئے انکار کر دیا، اس دوران تلخ کلامی ہوگئی اور وہ گھر سے چلا گیا، ساتھ ہی ہمارا تیار کردہ طلاق نامہ بھی لے گیا، کچھ دنوں بعد اس کے بہنوئی میرے والد کے پاس آئے اور ایک طلاق نامہ کی فوٹو کاپی دی کہ یہ اس نے بھجوایا ہے، اس طلاق نامے پر وہ طلاق دینے پر راضی ہے۔ آپ لوگ راضی ہوں تو میں دستخط کروا کر لاتا ہوں، جبکہ حق مہر مجھے صرف ایک ہزار روپیہ ادا کیا تھا، طلاق نامہ میں پچیس ہزار کی ادائیگی تحریر کروائی تھی جو کہ غلط تھی، جس کی نقل ہمراہ ہے، منسلک طلاق نامے کے مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ اس کی مکمل تشکیل میرے شوہر کی منشا اور مرضی کے بغیر ممکن نہیں۔ اب جب اس سے رابطہ کرتے ہیں تو وہ بلیک میل کر رہا ہے کہ جہیز کا سامان واپس نہ مانگو بلکہ جو میری چیزیں ہیں وہ واپس کردو تو میں مذکورہ طلاق نامہ پر دستخط کردوں گا۔

س:...... کیا منسلک طلاق نامہ لکھوا کر بھیجنے کی صورت میں طلاق واقع ہوگئی ہے؟، کیا جہیز کا سامان قبضے میں رکھنا شرعاً جائز عمل ہے؟، شوہر کی متذکرہ غیر ذمہ دارانہ حرکت کے بعد سے والدین کے گھر ہوں اس عرصہ کے خرچ کا مطالبہ کرسکتی ہوں؟

ایک سائلہ، کراچی

ج:...... ا:... صورت مسؤلہ اگر سائلہ کا بیان اور سوال کے ساتھ منسلکہ طلاق نامہ کا متن واقعتاً حقیقت پر مبنی ہے تو اس کی رو سے مسماۃ پر تین طلاق واقع ہوچکی ہیں اور اپنے شوہر پر حرمت مغلظہ کے ساتھ حرام ہوچکی ہے، عدت گزرنے کے بعد یہ آزاد ہے، جہاں چاہے نکاح کرسکتی ہے۔

۲:... جہیز کا سامان اگر لڑکی کو والدین کی طرف سے ملا ہے تو یہ شرعاً اسی کا حق ہے، جدائی کی صورت میں یہ اس کو ملے گا، لڑکے والوں کا اس پر قبضہ رکھنا درست نہیں۔

۳:... اگر آپ کا بیان صداقت پر مبنی ہے تو اس صورت میں آپ ان سے اس کی حیثیت کے مطابق خرچہ کا مطالبہ کرسکتی ہیں۔

## بیوی کو والدین سے ملنے سے منع کرنا

س:...... اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اس کے والدین سے ملنے سے روکے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟ کیا بیوی کو شوہر کی بات مان لینی چاہئے اور والدین سے ملنا چھوڑ دینا چاہئے؟

ج:...... شوہر کو شرعاً کوئی حق نہیں ہے کہ وہ بیوی کو اس کے والدین سے ملنے سے منع کرے اور تعلق توڑنے پر مجبور کرے ایسا کرنا اس کے لئے ہرگز جائز نہیں ہے، ہاں اگر کوئی غیر شرعی بات ہو اس کی وجہ سے منع کیا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ احسن طریقہ سے اس معاملہ کو حل کرے اور پیار سے سمجھائیں لیکن والدین سے ملنے سے منع نہ کرے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

# ہفت روزہ ختمِ نبوّۃ

جلد:۴۲ ۱۰ تا ۱۶ رشوال المکرم ۱۴۴۴ھ، مطابق یکم تا ۷ رمئی ۲۰۲۳ء شمارہ:۱۷



## مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

### سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

### مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

### نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

### مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

### معاون مدیر
عبد اللطیف طاہر

### قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

### سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

### تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان


## اس شمارے میں!


| | | |
|---|---|---|
| مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر رحمۃ اللہ علیہ | ۵ | حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ |
| ”معتدبہ کلام مقدس“ اور اعترافات | ۷ | جناب خالد محمود، سابق یوئیل کندن |
| حضرت عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ | ۱۳ | ڈاکٹر عبد الرحمٰن رأفت پاشاؒ |
| شوال کے چھ روزے | ۱۷ | مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی |
| عید کے بعد بھی بندگی | ۱۸ | مولانا محمد سالم قاسمی، انڈیا |
| محدثین کرام کی عبادت اور خوفِ خدا.... | ۲۰ | مولانا محمد طارق جمیل، کراچی |
| دعوتی و تبلیغی اسفار | ۲۴ | مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی |
| صحابہ کرامؓ کا دفاع ختم نبوت | ۲۷ | حذیفہ حیدر |



### زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا:۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک:۷۰ ڈالر
فی شمارہ:۱۵ روپے، ششماہی:۳۵۰ روپے، سالانہ:۷۰۰ روپے


## بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبد الرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد المجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ


رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
*Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)*
*Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi*
*Ph:32780337, Fax:32780340*

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
*Ph:061-4783486*

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199



ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

# عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط: ۳۳ (۱۳ سنہ نبوت کے واقعات)

ف:.... رفاعہ بن رافع بن مالک جن کا نام اُوپر کی فہرست میں آیا ہے، یہ وہی ہیں جو ''مسیٔ الصلوٰۃ'' (نماز کو بگاڑ کر پڑھنے والے) کے لقب سے مشہور ہیں۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے، یہ آئے اور نماز پڑھنا شروع کی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ رہے تھے، انہوں نے جلدی سے نماز ختم کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''واپس جا کر نماز پڑھ، تو نے نماز نہیں پڑھی!'' دو تین مرتبہ ایسا ہی ہوا، پورا قصہ بخاری شریف میں ہے۔

۲:.... اسی سال، تیسری بیعتِ عقبہ کی رات، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ مدینہ پر، ان کی رضامندی سے بارہ نقیب (سردار، نمائندے) مقرّر فرمائے، نو قبیلۂ خزرج سے، اور تین قبیلۂ اوس سے، ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

قبیلۂ خزرج سے:

۱:۔ اَسعد بن زرارہ ابواُمامہ، بنی نجار کے نقیب۔ ۲:۔ رافع بن مالک بن عجلان، بنی زُرَیق کے نقیب۔

۳، ۴:۔ سعد بن ربیع بن عمرو اور عبداللہ بن رواحہ، بنو حارث بن خزرج کے نقیب۔

۵، ۶:۔ سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو بن خُنَیس، دونوں بنوسلمہ کے نقیب۔ ۷:۔ عبادہ بن صامت، قبائل کے نقیب۔

اور قبیلۂ اوس میں سے:

۱:۔ اُسید بن حضیر، بنوعبدالاشہل کے نقیب۔ ۲، ۳:۔ رفاعہ بن عبدالمنذر اور سعد بن خیثمہ، بنوعمرو بن عوف کے نقیب رضی اللہ عنہم۔

۳:.... اسی سال، اہلِ عقبہ ثالثہ میں سے معاذ بن جبل بن عمرو الانصاری الخزرجیؓ اِسلام لائے جبکہ ان کی عمر اَٹھارہ سال تھی۔

۴:.... اسی سال، اہلِ عقبہ ثالثہ میں سے ابوبردہ ہانی بن نیار، براء بن عازبؓ کے ماموں، اسلام لائے، اور اُحد اور اس کے بعد غزوات میں شریک رہے۔

۵:.... اسی سال، اہلِ عقبہ ثالثہ میں سے ابواَیوب خالد بن زید الخزرجیؓ اسلام لائے، جیسا کہ ان تینوں حضرات کا ابھی ذکر ہوا۔

۶:.... اسی سال اور بقولِ بعض اس سے اگلے سال، حضرت سعید بن العاص بن سعید بن العاص بن اُمیہ القرشی الاموی کی ولادت ہوئی، بعد ازاں وہ اسلام لائے اور انہیں صحابیت کا شرف حاصل ہوا، یہ ان حضرات میں سے ایک ہیں جنھوں نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے حکم سے قرآن مجید مصحف میں لکھا، ان کا باپ عاص بن سعید جنگ بدر میں حضرت علیؓ کے ہاتھ سے بحالتِ کفر قتل ہوا۔

(جاری ہے)

ادار یہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

# مولانا قاری جمیل الرحمن اختر، لاہور

(۲۰؍مئی ۱۹۵۹ء......۱۷؍مارچ ۲۰۲۳ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ

لاہور میں ایک بزرگ مولانا محمد اسحاق قادری تھے، جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کے شاگرد رشید تھے، اور شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری سے روحانی تعلق تھا۔ ان کے ہاں ایک بیٹا باغبان پورہ لاہور میں پیدا ہوا۔ ان کا نام حضرت لاہوری نے جمیل الرحمٰن اختر تجویز کیا اور گھٹی بھی دی۔ یہ بچہ آگے چل کر مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر کے نام سے جانے پہچانے گئے۔

قاری جمیل الرحمٰن نے ناظرہ قرآن مجید گھر پر والدین سے پڑھا۔ جامعہ قادریہ لاہور میں قاری بشیر احمد اور مدرسہ عربیہ اسلامیہ فاروق آباد ضلع شیخوپورہ میں قاری محمد صدیق سے قرآن مجید حفظ کیا۔ ۱۹۷۵ء میں درجہ فارسی صرف ونحو جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں پڑھا۔ ۱۹۷۷ء میں خطیب اسلام مولانا قاری محمد اجمل خان نے جامعہ رحمانیہ قلعہ گجر سنگھ لاہور میں درجہ کتب کا آغاز کیا، اس کی افتتاحی تقریب میں مولانا عبیداللہ انور، مولانا محمد اسحاق قادری، مولانا حمیدالرحمٰن عباسی شریک ہوئے۔ قاری جمیل الرحمٰن اختر کو درجہ کتب میں پہلے طالب علم کا اعزاز حاصل ہوا۔ اگلے سال ۱۹۷۸ء میں جامعہ رشیدیہ ساہی وال میں داخلہ لیا اور پھر موقوف علیہ تک چار سال یہاں پڑھا۔ حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوری، علامہ مولانا غلام رسول، مولانا مفتی مقبول احمد، مولانا حافظ محمد صدیق، مولانا مختار احمد مظاہری ایسے اساتذہ سے کسبِ فیض کیا۔ اس زمانہ میں آپ کے ہم درس حضرات میں مولانا طارق جمیل خطیبِ اسلام بھی شامل تھے۔ اگست ۱۹۸۲ء سے مئی ۱۹۸۳ء دورہ حدیث شریف جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ سے کیا۔ آپ کے اساتذہ میں شیخین کریمین (مولانا سرفراز خان صفدرؒ و مولانا عبدالحمید خان سواتیؒ) بھی تھے۔ اپنے والد گرامی مولانا محمد اسحاق قادری اور مولانا سرفراز خان صفدر سے گویا دودفعہ دورہ تفسیر بھی کیا۔ فراغت سے تین سال بعد تک مسلم کالونی شالیمار میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے رہے۔ ۱۹۸۷ء میں اپنے والد گرامی کی موجودگی میں ان کے حکم پر جامع مسجد امن سے خطابتِ جمعہ کا آغاز کیا اور پھر زندگی کے آخر تک اس سلسلہ کو استقامت سے جاری رکھا۔ کچھ عرصہ (۱۹۸۳ء سے ۱۹۸۹ء) اسی مسجد امن جامعہ قادریہ حنفیہ میں درس نظامی کی بھی تدریس کی۔ زمانہ طالب علمی میں جمعیۃ طلبائے اسلام کے پلیٹ فارم سے ۱۹۷۴ء کی تحریکِ ختم نبوت، ۱۹۷۷ء کی تحریک نظامِ مصطفیٰ، ۱۹۸۴ء کی تحریکِ ختمِ نبوت میں سرگرم عمل رہے۔ آپ خوب نظریاتی عالم دین اور بھرپور متحرک مذہبی رہنما تھے۔ زندگی پھر جمعیۃ علمائے اسلام اور مجلسِ تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے بھرپور خدمات جلیلہ انجام دیں۔ پاکستان شریعت کونسل کے مرکزی اور صوبائی عہدوں پر فائز

رہے اور مولانا زاہد الراشدی کے دست و بازو کا مقام آپ کو حاصل تھا۔ اپنے والد گرامی مولانا محمد اسحاق قادری اور امام اہل سنت مولانا سرفراز خان صفدر سے خلافت کا بھی اعزاز حاصل کیا۔

مولانا قاری جمیل الرحمٰن اختر نے سید امین گیلانی کے کلام کا ایک مجموعہ ''نفیر ایمان'' کے نام پر شائع کیا۔ مولانا عبدالشکور دین پوری، مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالکریم ندیم کے خطبات بھی کئی جلدوں میں آپ نے شائع کرائے۔ مولانا نور محمد تونسوی کی کتاب ''الحیات بعد الممات'' یعنی قبر کی زندگی جیسی ضخیم کتاب، الفرقان لکھنؤ کا ''شاہ ولی اللہ نمبر'' بھی شائع کیا۔ ایصال ثواب، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان غنی، اور بھی کئی رسائل تصنیف کیے۔ عرصہ تک شریعت کونسل پاکستان کے ترجمان ماہنامہ نوائے شریعت کے بھی ایڈیٹر رہے۔ مسجد امن باغبان پورہ لاہور میں قرآن مجید کا یومیہ درس چار بار مکمل کیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ایک تبلیغی رابطہ کمیٹی مقرر کی، قاری جمیل الرحمٰن اختر اس کے روح رواں تھے۔ بادشاہی مسجد لاہور، مینار پاکستان، جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ، جامعہ مدنیہ رائے ونڈ، چونگی امرسدھو اقراء روضۃ الاطفال، شالیمار باغ میں بڑی بڑی درجن بھر کانفرنسوں کے انعقاد میں قاری جمیل الرحمٰن اختر کو وہی مقام حاصل تھا جو جسم میں روح کا ہوتا ہے۔

قاری جمیل الرحمٰن ہمیشہ چنیوٹ اور پھر چناب نگر ختم نبوت کانفرنسوں میں شریک ہوتے تھے۔ آپ کا بیان بھی ہوتا تھا۔ عرصہ سے جگر کے مرض نے گھیر رکھا تھا۔ آپ ایسے بہادر انسان تھے کہ اس شدید حملہ کے دوران بھی اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھا۔ صحت و بیماری کے باوجود آپ کے معمولات میں فرق نہیں آیا۔ آپ کی خوبی تھی کہ ملک بھر میں کسی بزرگ عالم دین اور تعلق دار کا جنازہ ہوتا، طویل سفر کر کے بھی اس میں شریک ہوتے۔ اپنے رفقا کے ساتھ سال میں ایک بار آپ کا تفریحی سفر ہوتا لیکن اسے بھی تبلیغی اور اصلاحی بنا لیتے۔ یوں پورے ملک کی خانقاہوں کے مشائخ عظام کے مزارات پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ ملک میں کہیں کسی نے کسی بے دین فتنہ کے خلاف آواز بلند کی، آپ اس کی اعانت کو اپنے اوپر فرض کر لیتے۔ خیر کے کاموں میں کبھی پیچھے نہ رہنے والے رہنما تھے۔ آپ کی گراں قدر متنوع خدمات کا احاطہ کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ ایک اچھے انسان، بلند پایہ دوست، مبلغ و مجاہد انسان، آخر عمر میں بیماری کے ہاتھوں بستر سے لگ گئے۔

۱۷ مارچ کو صبح وصال ہوا، اس دن آپ کے صاحبزادہ اور جانشین پیر جی مولانا قاری محمد زبیر نے جنازہ پڑھایا، ہزاروں کا اجتماع تھا، تاریخ کا ایک باب مکمل ہوا۔ مگر ان کی یادیں مدتوں نہ بھلائی جا سکیں گی۔ حق تعالیٰ انہیں جنت میں اعلیٰ مقام سے سرفراز فرمائے اور ان کے پسماندگان کا حامی و کفیل ہو، آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

## عیسائی محققین کے

# ’’کلامِ مقدس بارے اعترافات‘‘

جناب خالد محمود، سابق یوئیل کندن

اس سے پہلے کہ میں کتاب ’’معتدبہ کلام مقدس‘‘ پر اپنی گزارشات کا آغاز کروں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں پاکستان بائبل سوسائٹی (انارکلی لاہور) کے جنرل سیکریٹری انتھونی اعجاز لیموئیل صاحب کے وہ الفاظ پہلے نقل کردوں جو انہوں نے ’’معتدبہ کلام مقدس‘‘ کو پاکستان بائبل سوسائٹی کی جانب سے اشاعت کے حوالے سے اس کتاب کے ’’تعارف‘‘ میں لکھے ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ:

’’اب اردو قارئین مجھے ایک اور چیلنج دینے پر بضد تھے۔ میں نے اپنی ساری زندگی چیلنجز قبول کرتے ہوئے گزاری ہے اور مجھے چیلنجز سے جنون کی حد تک عشق ہے۔ انہیں چیلنجز میں ایک چیلنج معتدبہ کلام مقدس "Discover The Bible" کا اردو ترجمہ تھا جسے میں نے اردو قارئین کی بائبل مقدس سے محبت اور وفاداری کو دیکھتے ہوئے قبول کیا، اور خداوند کے فضل سے یہ ممکن ہوا۔

زیر نظر کتاب ’’معتدبہ کلام مقدس‘‘ (یوبی ایس) متحدہ بائبل سوسائٹی کی "Discover The Bible" کا اردو ترجمہ ہے۔ اس کتاب میں جو مقالے، مضامین آپ پڑھیں گے، یہ ان دانشوروں اور عالموں کے ہیں جو کہ متحدہ بائبل سوسائٹی میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے یا دے چکے ہیں۔ یہ کتاب ان کی تحقیق، تجربہ اور جدوجہد کا ثمر ہے۔ اس کتاب میں پرانا عہدنامہ (عبرانی زبان) اور نیا عہد نامہ (یونانی زبان) کے متن کی ترسیل کے بارے میں مختلف مگر جامع تحریر موجود ہے۔

مزید مقالے فہرستِ مسلمہ (CANON) اور بائبل مقدس کے متن میں تراجم کے اصول وقواعد کو بیان کرتے ہیں۔

یہ اردو زبان میں لکھی جانے والی ایک معتبر کتاب ہے۔ اس سے پہلے اردو زبان میں کوئی ایسی کتاب دستیاب نہیں ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ جو لوگ بائبل مقدس کے سنجیدہ طالب علم ہیں ان کے لئے یہ ایک نایاب تحفہ ہے۔ اس کتاب سے وہ اپنی بائبل مقدس کی پیاس کو سیراب کرسکیں گے۔ اس کے علاوہ سمیزی کے طالب علم بھی اپنے علم میں اضافہ کے لئے اس کتاب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

یہاں میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ ہم جو بائبل سیمینار کرتے ہیں۔ ان تمام سیمینارز میں تعلیم دینے کے لئے میں، اسی کتاب سے مدد لیتا ہوں۔ جنہیں سن کر لوگوں نے ان سے بہت برکت پائی۔ اکثر سیمینارز کے بعد لوگ مجھ سے یہ ضرور پوچھتے کہ یہ لیکچرز آپ نے کن کتب سے تیار کئے ہیں تو میں ہمیشہ اس کتاب کا ذکر کرتا ہوں۔ لوگوں کی دلچسپی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم نے اپنے اردو پڑھنے والے قارئین کے لئے اس کتاب کا ترجمہ کرنے کا سوچا۔

ہم امید کرتے ہیں کہ آپ اس کتاب کے مطالعہ سے بائبل کی صداقت کے بارے میں مزید جان پائیں گے اور آپ کے بے شمار سوالات کے جواب بھی آپ کو اس کتاب کے مطالعہ سے مل جائیں گے۔ خدا آپ کو برکت دے۔ آمین۔ دعا گو

انتھونی اعجاز لیموئیل

جنرل سیکریٹری

پاکستان بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور

اکتوبر ۲۰۱۳ء‘‘

انتھونی اعجاز لیموئیل صاحب کے مطابق ’’معتدبہ کلام مقدس‘‘ انگریزی کتاب "Discover The Bible" کا اردو ترجمہ ہے، اور یہ کہ یہ اردو زبان میں لکھی جانے والی ایک معتبر کتاب ہے، اور اس کتاب کے حوالے سے انتھونی اعجاز صاحب کا یہ کہنا بھی ہے کہ: وہ جو بائبل سیمینار کرتے ہیں، ان تمام سیمینارز میں تعلیم دینے کے لئے اسی کتاب (معتدبہ کلام مقدس) سے مدد لیتے ہیں۔ یعنی مسیحی دنیا میں یہ کتاب معتبر مانی جاتی ہے، اور ظاہر ہے جو بات معتبر اور مسلمہ ہو اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔

معتبر بہ کلام مقدس پانچ حصص پر مشتمل کتاب ہے، اوران حصص میں بائبل کے پرانے عہد نامہ، نئے عہد نامہ سمیت بائبل کے تاریخی پس منظر، بائبل کا جغرافیہ، آثارِ قدیمہ، عبرانی بائبل کا متن، پرانے اور نئے عہد نامہ کی فہرست، بائبل کی تفسیر، بائبل کے تراجم میں مختلف مراحل اور مسائل، بائبل کی شاعری کا ترجمہ، نئے عہد نامے کے ترجمے میں نمایاں مشکلات، علم اللسانیات، تفاعلی مترادف ترجمہ، متن کی صورت اور معنٰی، انگریزی تراجم، نیز بائبل سوسائٹی کے ماہرین کے کئے گئے انگریزی بائبل کے اولین تراجم اور بائبل مقدس کا اردو ترجمہ، جیسے عنوانات موجود ہیں۔

کتاب معتبر بہ کلام مقدس، جہاں مذکورہ بالا عنوانات پر بات کرتی ہے، وہاں انہی عنوانات میں بائبل کے حوالے سے اس بات کا اقرار اور اعتراف بھی کرتی ہے کہ:

’’یہ بات اس لئے بھی بہت دلچسپی کی حامل ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے پاس یسوع مسیح کے بالکل صحیح الفاظ کا کوئی ریکارڈ موجود نہیں۔ ہمارے پاس اس کے الفاظ صرف یونانی ترجمے میں موجود ہیں جو اناجیل کے مصنفین نے استعمال کئے (نئے عہد نامہ میں ارامی کے چند الفاظ بھی موجود ہیں، مثلاً: ’’ابا‘‘ یعنی باپ اور ’’افتاح‘‘ یعنی کُھل جا) بالکل شروع ہی سے مسیحیت وہ مذہب رہا ہے جس نے اپنے پاک نوشتے ایمانداروں کو دینے کے لئے ترجمہ استعمال کیا ہے۔ جو مسیحی آج کل ترجمے کے کام میں مصروف ہیں وہ فقط اناجیل کے پہلے مصنفین کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔

یہ بات ایک اور لحاظ سے بھی درست ہے۔ نئے عہد نامہ کے مصنفین کو پرانے عہد نامہ سے اقتباس کرنا ہوتا تھا تو انہیں یونانی میں لکھنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ بنیادی طور پر وہ یہ کام تین طریقوں سے کرتے تھے: (۱) وہ خود عبرانی سے یا عبرانی کے ارامی ترجمے سے ترجمہ کرتے تھے۔ (۲) وہ اپنی یادداشت سے عبرانی یا ارامی یا عبرانی ماخذوں سے اقتباس کرتے تھے۔ (۳) وہ پرانا یونانی ترجمہ یعنی ہفتادی ترجمہ استعمال کرتے تھے۔ نئے عہد نامہ میں موجود اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ پرانے عہد نامہ سے اقتباس کرنے کے لئے ۶۰ فیصد یا اس سے زیادہ دفعہ ہفتادی ترجمے کو بنیاد بنایا گیا ہے۔

جب مسیحی کلیسیا کے لئے یہ فیصلہ کرنے کا مرحلہ آیا کہ ہماری مکمل بائبل میں کون سی کتابیں شامل ہونی چاہئیں تو کچھ اختلافِ رائے بھی سامنے آیا، یہ اختلاف رائے خاص طور پر پرانے عہد نامہ کے بارے میں تھا۔ بعض افراد کی رائے تھی کہ صرف عبرانی کی کتابیں شامل کرنی چاہئیں (یہودی صرف ان ہی کو مستند مانتے تھے) دوسروں کی رائے تھی کہ ہمیں ان زائد کتابوں اور کتابوں کے حصوں کو کھونہیں دینا چاہئے جو ہفتادی ترجمے میں شامل ہیں۔ مسیحیوں کے مختلف گروہوں کے درمیان یہ اختلاف رائے ختم نہ ہوسکا اور آج تک موجود ہے۔ رومن کا کیتھولک کلیسیا عبرانی کتابوں کو پرانے عہد نامہ کا پہلا حصہ مانتی ہے۔ مگر وہ یونانی کے مواد کو بھی پرانے عہد نامہ کا پورا پورا حصہ (دوسرا حصہ جسے وہ مستند بدرجہ دوم کہتے ہیں) مانتی ہے۔ اینگلیکن اور بعض دوسری پروٹسٹنٹ کلیسیائیں بھی یونانی کی یہ کتابیں یا ان میں سے چند کتابیں استعمال کرتی ہیں اور وہ اکثر و بیشتر پروٹسٹنٹ نسخوں میں شامل کی گئیں جب ان کا پہلی دفعہ مقامی زبان میں ترجمہ ہوا۔ البتہ دوسری پروٹسٹنٹ کلیسیائیں صرف عبرانی کتابوں کو بائبل کا حصہ مانتی ہیں اور اب بہت سے پروٹسٹنٹ نسخوں میں یہ کتابیں شامل نہیں ہیں۔ آرتھوڈاکس (راسخ العقیدہ) کلیسیائیں ان سے بھی زیادہ کتابوں کو مسلمہ مانتی ہیں مگر مختلف آرتھوڈاکس ایماندار گروہوں میں ان کی تعداد بھی مختلف ہے۔‘‘ (معتبر بہ کلام مقدس، ص: ۱۱۸، ۱۱۹)

معتبر بہ کلام مقدس کے صفحہ ۱۳ سے ’’نئے عہد نامہ کا متن‘‘ کے عنوان سے روجرایل اومنسن کا مضمون شروع ہوتا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ:

’’نئے عہد نامہ کی متنی تنقید بائبل کے متون اور قدیم قلمی نسخوں کا مطالعہ اور تحقیق ہے۔ اس مطالعے کا اولین مقصد اصل تحریروں جنہیں ’’اصل مسودات‘‘ یا ’’خودنوشت مسودات‘‘ کہتے ہیں کے صحیح صحیح متن کا تعین کرنا ہے۔ یعنی وہ متن جو نئے عہد نامہ کی ہاتھ سے لکھی ہوئی نقول تیار کرنے والے کاتبوں کی تبدیلیاں اور غلطیاں کرنے سے پہلے تھا۔

خوب سمجھ لیں اور یاد رکھیں کہ مندرجہ ذیل پیرا نئے عہد نامہ کے الہامی ہونے پر بات نہیں کررہا اور نہ اس سوال پر کہ اصل تحریروں میں غلطیاں تھیں یا نہیں۔ اصلی قلمی نسخے تو موجود ہی نہیں۔ ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ نقول کی نقول ہیں۔ نئے عہد نامہ کے کسی بھی حصے کا جو قلمی نسخہ موجود ہے وہ پاپائرس کا ایک ٹکڑا ہے جو یوحنا کی صرف چند آیات پر مشتمل ہے۔ اس ٹکڑے کو پی ۵۲ (P52) کہا جاتا ہے اور اس کی تاریخ

تقریباً ۱۲۵ء ہے۔

ان مسائل پر بہت بحث ہوتی آئی ہے کہ اصل تحریروں کے متن کا تعین کرنا ممکن ہے یا نہیں، اور کیا متنی تنقید کا یہ اولین مقصد ہونا چاہئے یا نہیں۔ بیسویں صدی کے نصف اول میں دریافت ہونے والے پاپائرس نسخوں سے ہمارے ہاتھ وہ نسخے آئے ہیں جو گزشتہ صدی میں معلومہ یونانی نسخوں سے کم سے کم ایک صدی پرانے ہیں۔ بعض علما کے مطابق جنہیں متن کے نقاد کہا جاتا ہے، اصل متون کی بازیافت کے لئے یہ نسخے ضروری شہادت مہیا کرتے ہیں۔ دوسرے علما کے مطابق یہ پاپائرس نسخے ہمیں ماضی میں متن کی صرف اس ہیئت تک پہنچاتے ہیں جو تیسری صدی میں موجود تھی اور ضروری نہیں کہ یہ متن کی اصل ہئیتیں ہوں جو نسخوں میں غلطیاں اور تبدیلیاں ہونے سے پہلے تھیں۔‘‘

(معتدبہ کلام مقدس، ص:۱۲۰)

پھر وہ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ:

’’مسیحیوں کی پہلی جماعتیں جن کو اصل تحریریں موصول ہوئی تھیں، انہوں نے غالباً نزدیکی شہروں اور قصبوں کی مسیحی جماعتوں کے لئے نقول تیار کیں۔ جب ایک ہی شہر کی مختلف مسیحی جماعتیں اسی شہر کے مختلف گھروں میں فراہم ہوتی تھیں۔ (دیکھئے رومیوں،۱۶:۵) تو ہر کلیسیا کی خواہش ہوتی ہوگی کہ ہمارے پاس انجیل یا پولس کے خط کا اپنا نسخہ ہو۔ جب ان تحریروں کی پہلی نقول تیار کی گئیں تو نقل نویس جنہیں منشی کہا جاتا تھا، وہ ان تحریروں کو پاک نوشتے خیال نہیں کرتے تھے۔ وہ فقط پولس یا پطرس کے کسی خط کی یا اپنے جیسے کسی مسیحی کی لکھی ہوئی انجیل کی نقل کررہے ہوتے تھے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ سہواً غلطی کرنے کے علاوہ بعض اوقات ارادتاً تبدیلیاں بھی کردیتے تھے۔ صرف رفتہ رفتہ ہی کہیں دوسری صدی میں مسیحی ان تحریروں کو پاک نوشتے سمجھنے لگے۔ یعنی کسی مفہوم میں عبرانی نوشتوں کے ہم پلہ جو کلیسیا کو یہودیت سے ملے تھے۔‘‘ (معتدبہ کلام مقدس، ص:۱۲۱)

’’یونانی تلاوت نامہ کے نسخے‘‘ اس کے زیرعنوان وہ لکھتے ہیں کہ:

’’البتہ اکثر تعین کرنا مشکل ہوتا ہے کہ وہ کوئی آیت لفظ بلفظ نقل کررہے ہیں یا اس کا صرف بالواسطہ حوالہ دے رہے ہیں اور اگر نقل کررہے ہیں تو کیا فقط یادداشت سے نقل کررہے ہیں جس میں غلطی کا بہت احتمال ہوتا ہے یا کسی تحریری نقل سے نقل کررہے ہیں جو اُن کے سامنے موجود ہے؟ علاوہ ازیں ان آبا کی تصانیف کی نقل تیار کرتے ہوئے بعض اوقات منشی متون میں تبدیلی کردیتے تھے یعنی الفاظ کو ان فرق الفاظ سے بدل دیتے تھے، جو منشی خود جانتا تھا۔ چنانچہ بعض اوقات یہ جاننا مشکل ہو جاتا ہے کہ آبا نے اصل میں کیا لکھا تھا۔

## خاص مشکل:

کوئی ایک آیت نہیں ہے جس پر یہ سارے قلمی نسخے (یونانی نسخے، تلاوت ناموں کے نسخے، دیگر زبانوں کے نسخے اور آبائے کلیسیا کی تصانیف میں اقتباسات) متفق ہوں۔ بہت سے اختلافات اہم نہیں مثلاً کہیں کوئی ہجے غلط ہیں یا اصل کی جگہ مترادف لفظ لکھا گیا ہے۔ لیکن بعض اختلاف زیادہ اہم ہیں، مثلاً الفاظ، جزو، جملہ یا پوری کی پوری آیت حذف کردینا یا بڑھا دینا۔

متنی نقاد کس طرح فیصلہ کرسکتے ہیں کہ مصنفین نے اصل میں کیا لکھا تھا؟ کیا متنی نقاد کسی ایک بہترین قلمی نسخہ کی پوری پوری پیروی کریں خواہ اس بہترین نسخے میں بین غلطیاں ہوں؟ پھر یہ فیصلہ کیونکر ہو کہ کون سا نسخہ بہترین ہے؟ کیا متنی نقاد نسخوں کے کسی خاص گروہ کو دوسرے گروہ پر ترجیح دے؟ بعض بہترین نسخوں کو دوسرے نسخوں پر ترجیح دینے کو ’’خارجی شہادت پر انحصار کرنا‘‘ (آگے مزید ذکر آئے گا) کہتے ہیں۔ بعض ’’بہتر‘‘ نسخوں کے بجائے دوسری باتوں کو بنیاد بنانا مثلاً نئے عہد نامہ کے مصنف کا اسلوب بیان، ذخیرۂ الفاظ اور علم الٰہیات وغیرہ ’’داخلی شہادت پر انحصار‘‘ (مزید ذکر آگے آئے گا) کرنا کہلاتا ہے۔ داخلی شہادت کا ایک عنصر یہ تعین کرنے کی کوشش کرنا بھی ہے کہ کاتبوں نے کس قسم کی غلطیاں کی ہوں گی۔ اسے ’’نقل نگاری سے متعلقہ امکان‘‘ کہتے ہیں۔

ان نسخوں کی نقلیں صدیوں سے تیار ہوتی آ رہی ہیں۔ اس عرصے کے دوران یہ غلطیاں اور تبدیلیاں کیسے در آئیں؟ اس سوال کے جواب سے متنی نقادوں کو مدد ملتی ہے کہ وہ معیار اور اصول قائم کریں جن کے مطابق وہ ممکنہ حد تک اصلی متن تک پہنچ سکیں۔

## دانستہ یا ارادی تصرفات (تبدیلیاں):

نئے عہد نامہ کی تحریروں کی نقلیں تیار کرتے ہوئے نقل نویس بعض اوقات متن میں تصرفات کردیتے تھے۔ بعض تصرفات دانستہ یا ارادی ہوتے تھے تاکہ اسلوب بیان بہتر ہو جائے یا زبان قواعد گرامر کے مطابق ہو جائے۔

دوسرے دانستہ تصرفات اس لئے کئے گئے کہ ایک انجیل کے متن کو دوسری انجیل کے متن کے مطابق یا پولس کے ایک خط کے مندرجات کو اسی کے کسی دوسرے خط کے مندرجات کے مطابق بنا دیا جائے۔“

## غیرارادی یا نادانستہ تصرفات (تبدیلیاں):

اس عنوان کو قائم کرکے وہ لکھتے ہیں کہ:

”کئی تصرفات غیرارادی تھے، اس کا سبب پڑھنے میں غلطی یا ناقص یادداشت ہے۔ غلطی اس طرح ہوگئی کہ کبھی منشی کی نظر کسی ایک حرف، ایک لفظ کبھی پوری سطر سے اچٹ گئی اور ایک لفظ یا کئی لفظ سہواً نقل ہونے سے رہ گئے۔ کبھی یہ ہوا کہ متن کو غلط پڑھا اور غلط حرف یا غلط لفظ نقل کردیا یا کبھی غلطی سے کوئی لفظ یا چند الفاظ مکرر نقل کردیئے۔

کئی دفعہ کئی کئی منشی ایک ہی کمرے میں ایک ساتھ کام کرتے تھے، کوئی ایک شخص متن کو بلند آواز سے پڑھتا تھا اور باقی سب نقل تیار کرتے تھے۔ کبھی کبھار سننے میں غلطی ہوگئی اور غلط لفظ لکھ دیا گیا۔ مثلاً KJV میں ۱: یوحنا ۱: ۴ کا آخری حصہ کہتا ہے: ”تاکہ تمہاری خوشی پوری ہوجائے“ مگر تقریباً سارے جدید تراجم کہتے ہیں: ”تاکہ ہماری خوشی پوری ہوجائے“ یونانی میں صیغہ جمع کے اسمائے ضمیر ”ہومون“ (تمہاری) اور ”ہیمون“ (ہماری) دونوں چار چار حروف پر مشتمل ہیں اور صرف پہلا حرف فرق ہے۔ لیکن بولنے میں بعد میں دونوں ایک ہی طرح بولے (تلفظ کئے) جانے لگے۔ متن میں ”تمہاری“ اور ”ہماری“ دونوں بہت موزوں معنی دیتے ہیں، اس لئے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بعض منشیوں نے ایک اور بعض نے دوسرا لفظ لکھ دیا۔ یونائیٹڈ بائبل سوسائٹی کے یونانی نئے عہد نامہ کی چوتھی اشاعت (۱۹۹۳ء... آگے ذکر آئے گا) کے مدیروں نے متن میں لفظ ”ہیمون“ (ہماری) چھاپا ہے اور اسے قدر کے لحاظ سے اے (A) یعنی اول درجہ دیا ہے، یعنی انہیں یقین ہے کہ ا۔ یوحنا کے اصل متن میں ”ہماری“ ہی ہے۔

منشیوں سے غلطیاں ہوجانے کے کئی اسباب ہیں، مثلاً ٹھنڈا موسم، کم روشنی، کمزور نظر اور تھکن اور ماندگی۔ بعض اوقات جس نسخے سے نقل کی جارہی ہوتی وہ کٹا پھٹا ہوتا اور صفحے کے اوپر یا نیچے سے سطریں غائب ہوتیں یا صفحے کے کسی حصے کو کیڑے کھا گئے ہوتے تھے۔ اگر صفحہ کہیں سے گیلا ہوگیا ہوتا تو سیاہی کے دھبے پڑے ہوتے تھے۔ ایسی صورتوں میں منشی کو قیاس آرائی کرکے اندازہ لگانا پڑتا تھا کہ اصل میں کیا لکھا ہوا تھا۔

منشیوں سے ارادی اور غیر ارادی دونوں قسم کے تصرفات ہونے کے باعث نسخوں میں اختلافات بڑھتے گئے اور ایسی نسخوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا رہا۔“

## ”اصل قرأتوں کا تعین کرنے کے اصول“:

اس عنوان میں لکھتے ہیں کہ:

”متن کی انواع: سینکڑوں نسخوں اور منشیوں کی ہزاروں غلطیوں کا بنظر غائر جائزہ لینے کے بعد متنی نقادوں نے معیار اور اصول وضع کئے ہیں جن کے مطابق وہ معتبر اور غیر معتبر نسخوں اور نسخوں کی گروہوں کو الگ الگ کرتے ہیں مگر ساتھ ہی تسلیم کرتے ہیں کہ سب میں غلطیاں موجود ہیں (یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ متنی نقاد اصل نسخوں کا نہیں بلکہ نقول کی نقول کا مطالعہ کررہے ہیں) اکثر و بیشتر نسخوں کو ڈھیلے ڈھالے انداز میں متن خاندانوں یا انواع میں اکٹھا کیا جاسکتا ہے۔

جہاں نسخوں میں دو یا اس سے زیادہ اختلافی قرأتیں ہوں اور ان میں یہ موافقت ہو کہ ان کی عبارتوں میں اس مقام پر ایک ہی اختلافی قرأت ہو تو اسے اختلافی اکائی کہتے اور ان نسخوں کو متن کی ایک ہی نوع قرار دیا جاتا ہے۔

**سکندریہ کی متنی نوع:** یہ نوع چوتھی اور پانچویں صدی کے اکثر پاپائرس نسخوں اور بڑے حروف والے کئی نسخوں میں موجود ہے اور آج بہت سے علماء اسے وہ نوع سمجھتے ہیں جو اصل تحریروں کے متن کے قریب ترین ہے۔ جن نسخوں میں یہ نوع ہے وہ بہترین نسخے مانے جاتے ہیں حالانکہ یہ نسخے بھی ہر ایک آیت میں ایک دوسرے سے مماثل نہیں اور ان سب میں غلطیاں بھی ہیں۔“

(معتبر کلام مقدس، ص: ۱۲۳ تا ۱۲۷)

## ”یونانی نئے عہد نامہ کے متن کی تاریخ“:

اس کے ذیل میں روجرایل اومنسن لکھتے ہیں کہ:

”چھاپے کی ایجاد سے پہلے: پہلی تین عیسوی صدیوں کے دوران منشیوں نے یونانی نئے عہد نامہ میں متعدد تصرفات کئے کیونکہ تا حال بالکل صحیح صحیح نقول تیار کرنے کے سخت ضوابط لاگو نہیں تھے۔ چونکہ ابتدائی صدیوں میں منشی اول سے نقول تیار کرتے تھے، اس لئے بعض نسخوں میں ایک سی غلطیاں اور تصرفات یعنی اختلافی قرأتیں موجود ہوتی تھیں یعنی وہ جو دوسرے نسخوں میں ہوتی تھیں۔ مثال کے طور پر بعض نسخوں میں متی ۶: ۱۳ میں یہ الفاظ تھے کہ:

’’کیونکہ بادشاہی اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔آمین‘‘ اوردوسرے نسخوں میں یہ الفاظ نہیں تھے۔اس طرح بعض نسخوں میں وہی اختلافی قرأتیں تھیں جودوسرے نسخوں میں تھیں۔ یہ مشابہات بعض نسخوں میں ہیں اور بعض میں نہیں ہیں، ان کی بنیاد پر متنی نقاد انہیں مختلف متنی انواع میں تقسیم کرتے ہیں۔متن میں ملاوٹ اس طرح بھی ہوئی کہ منشی فرق قرأتوں والے یعنی فرق متنی نوع والے نسخوں کواستعمال کرتے ہوئے نسخوں میں ’’تصحیح‘‘ کرتے تھے۔رفتہ رفتہ مسیحی ان تحریروں کومقدس نوشتے ماننے لگے تونقلیں تیار کرتے ہوئے تصرفات یا تبدیلیاں کرنے کی آزادی بھی کم ہوتی گئی۔‘‘

(معتدبہ کلام مقدس،ص:۱۲۹)

اور آگے صفحہ نمبر ۱۳۱ پر ان کے مضمون کا یہ حصہ بھی موجود ہے کہ:

’’آگے بڑھنے سے پہلے واضح کرنا ضروری ہے کہ جب کہا جاتا ہے کہ: ’’مسلمہ متن‘‘ (TR) ’’رد‘‘ یا ’’معزول‘‘ کردیا گیا تو مطلب کیا ہوتا ہے۔اگرچہ ’’مسلمہ متن‘‘(TR) اور نئے عہد نامہ کے جدید تنقیدی ایڈیشنوں (آگے ذکر آئے گا) میں کئی ہزار اختلافات ہیں مگر ان میں سے اکثر و بیشتر اختلافات اہم نہیں ہیں۔ بہت زیادہ آیات میں ’’مسلمہ متن‘‘ (TR) یونانی نئے عہدنامہ کے جدید ایڈیشنوں سے مطابقت رکھتا ہے۔ جہاں تک نئے عہد نامہ کے پیغام کا تعلق ہے ہجوں میں اختلاف، فعل کے زمانوں میں اختلاف اور ایک معنی کے حامل مختلف الفاظ کا استعمال اور بیشتر دیگر اختلافات زیادہ اہمیت نہیں رکھتے۔ان متنی اختلافات سے مسیحی ایمان کے کسی بڑے عقیدے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔‘‘

حیرت ہے کہ بائبل کے کاتبوں کی دانستہ اور غیر دانستہ غلطیوں کے اعتراف کے باوجود روجرایل اومنسن صاحب یہ جملہ کیسے لکھ گئے کہ:

’’ان متنی اختلافات سے مسیحی ایمان کے کسی بڑے عقیدے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔‘‘

حالانکہ اسی کتاب معتدبہ کلام مقدس کے صفحہ ۳۲۵ سے ان کا ایک اور مضمون ’’نئے عہدنامے کے ترجمے میں نمایاں مشکلات‘‘ شروع ہوتا ہے اور آگے چل کر صفحہ ۳۳۱ پر وہ اپنے مضمون میں ایک نیا عنوان ’’نئے عہدنامے کی تمام تحریروں میں درپیش مشترک مشکلات‘‘ دے کر اس میں ذیلی عنوان ’’نئے عہدنامے کا متن‘‘ قائم کرکے لکھتے ہیں کہ:

’’مترجمین کو درپیش پہلا مسئلہ یہ ہے کہ وہ کون سے یونانی متن سے ترجمہ کریں؟ ہاتھ کے لکھے ہوئے اصل متون میں سے کوئی بھی باقی نہیں ہے،صرف اصل نسخوں کی نقول کی نقول موجود ہیں۔شروع کی صدیوں میں جب نسخوں کی نقول سے ہاتھ کی لکھی ہوئی نقول تیار کی گئیں تو نقل کرنے والوں سے کئی غلطیاں ہوئیں۔اسی وجہ سے، گو ہمارے پاس آج نئے عہدنامے کی یونانی، لاطینی، سریانی، قبطی اور دیگر قدیم زبانوں میں ہزاروں نقول موجود ہیں مگر ان میں غلطیاں موجود ہیں۔متن کے ماہرین کے لئے مشکل یہ ہے کہ جب ہم ان نسخوں کا آپس میں موازنہ کرتے ہیں اور فرق دیکھتے ہیں تو کیسے جان سکتے ہیں کہ کون سے الفاظ اصلی ہیں اور کون سے نقول کرنے والوں کی غلطیاں ہیں؟

سولہویں صدی عیسوی سے لے کر اب تک یونانی نئے عہدنامے کی کئی مطبوعہ اشاعتیں شائع ہوچکی ہیں۔ان مطبوعہ اشاعتوں کے مدیر صرف کسی ایک یونانی نسخے سے استفادہ نہیں کرتے۔

## جناب حبیب الرحمٰن، ڈیرہ اسماعیل خان

برادرم حبیب الرحمٰن ڈیرہ اسماعیل خان کے جماعتی احباب میں متحرک ساتھی تھے۔آپ نے جامعہ بلقیسیہ کے نام سے صدر بازار میں بنات کا ادارہ قائم کیا،جس میں اب تک ایک ہزار پچیاں قرآن پاک ناظرہ پڑھ چکی ہیں،جبکہ ایک بچی نے قرآن پاک مکمل حفظ کیا ہے۔درجہ کتب میں ستر بچیاں زیر تعلیم ہیں،جبکہ پچاس کے قریب بچیاں قرآنی علوم کی تکمیل کرچکی ہیں۔دوتین سال قبل شوال المکرم میں راقم ڈیرہ کے دورہ پر تھا تو موصوف نے کہا کہ آپ بخاری شریف کا پہلا سبق بچیوں کو پڑھا دیں۔راقم نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ راقم نے کبھی بخاری شریف نہیں پڑھائی۔ان کے اصرار پر پہلا سبق جو’’انما الاعمال بالنیات‘‘ والی حدیث پاک ہے، پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ برادر محمود الحسن شیخ الحدیث ایڈووکیٹ نے ٹیلی فون پر بتلایا کہ جناب حبیب الرحمٰن صاحب ۲۲ر فروری ۲۰۲۳ء کو انتقال فرماگئے۔اناللہ وانا الیہ راجعون۔ان کی نماز جنازہ ان کے فرزند اکبر مولانا محمد حمزہ حبیب کی اقتدا میں ادا کی گئی اور انہیں قبرستان مہاجرین میں سپرد خاک کیا گیا۔ان کی وفات سے پہلے اور بعد میں ادارہ کی نگرانی ان کی اہلیہ محترمہ فرمارہی ہیں۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

زیادہ تر متن کے لئے وہ ایسے نسخوں سے استفادہ کرتے ہیں جنہیں وہ بہترین سمجھتے ہیں، لیکن اگر وہ سمجھیں کہ ان بہترین نسخوں میں بھی غلطیاں ہیں تو وہ دیگر نسخوں کے منتخب حصوں کو استعمال کرتے ہیں۔‘‘

حقیقت حال یہ ہے کہ معتدبہ کلام مقدس کے مذکورہ بالا حوالہ جات نے بائبل کے متن میں اور نقول در نقول میں کاتبوں کی دانستہ اور غیر دانستہ غلطیوں کے اعترافات نے میرے دل و دماغ میں حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ’’اظہار الحق‘‘ (بائبل سے قرآن تک) اور ’’اعجاز عیسوی‘‘ نیز حضرت مولانا آل حسن مہانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب، کتاب الاستفسار، پروفیسر ساجد میر صاحب کی کتاب ’’عیسائیت تجزیہ و مطالعہ‘‘ اور حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کی کتاب ’’بائبل کیا ہے؟‘‘ جیسی کتب کی یاد تازہ کردی ہے، بلکہ یوں کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ ’’معتدبہ کلام مقدس‘‘ نے بائبل کے متن اور نقول میں کاتبوں کی غلطیوں کے اقرار نے مذکورہ بالا علمائے کرام کی کتب کے ان علمی حقائق کی تصدیق کی ہے، جن میں بائبل کے عہد نامہ قدیم و جدید میں تحریف و تبدیلی کے حوالہ جات خود عیسائیوں کی کتب سے درج ہیں گویا معتدبہ کلام مقدس نے ان علمائے کرام کی کتب کو ’’اتمام حجت‘‘ کے درجہ میں ثابت کردیا ہے، لہٰذا میں اپنی اس تحریر کا ’’اظہار الحق‘‘ (بائبل سے قرآن تک) جلد دوم سے دو حوالے نقل کرکے اختتام کرتا ہوں:

’’ہورن اپنی تفسیر ج:۲، ص:۳۲۵، مطبوعہ ۱۸۲۲ء میں کہتا ہے کہ: ’’لفظ ’’اراٹا‘‘ (Errata) یعنی کاتب کی غلطی اور ’’ویریس ریڈنگ (Various Reading) یعنی اختلاف عبارت کے درمیان بہترین فرق وہ ہے جو میکائلس نے بیان کیا ہے کہ جب دو یا زیادہ عبارتوں میں فرق ہو تو ان میں سے ایک ہی صحیح اور سچی بات ہوسکتی ہے اور باقی یا تو جانی بوجھی تحریف ہوگی یا کاتب کی غلطی، مگر غلط اور صحیح کی پہچان اور تمیز بڑا دشوار کام ہے اور اگر شک باقی رہ جائے تو اس کا نام اختلاف عبارت رکھا جاتا ہے اور جب صراحتاً معلوم ہوجائے کہ کاتب نے جھوٹ لکھا ہے تو اس کو کاتب کی غلطی کہہ دیا جاتا ہے۔‘‘

(اظہار الحق (بائبل سے قرآن تک)، ج:۲، ص:۱۲۵)

مفسر ہارسلے اپنی تفسیر کی جلد:۳، ص:۲۸۲ پر کتاب ہوسیع کے مقدمہ میں کہتا ہے کہ: ’’یہ بات کہ مقدس متن میں تحریف کی گئی ہے یقینی اور شبہ سے بالا تر ہے، نیز نسخوں کے اختلاف سے بالکل نمایاں ہے، کیونکہ مختلف عبارتوں میں صحیح عبارت صرف ایک ہی ہوسکتی ہے، اور یہ بات تقریباً یقینی ہے کہ بدترین عبارتیں بعض اوقات مطبوعہ متن میں شامل کردی گئیں، مگر اس دعوے کی کوئی دلیل مجھ کو نہیں مل سکی کہ کتاب ہوسیع میں پائی جانے والی تحریفات عہد عتیق کی تمام کتابوں کی تحریفات سے زیادہ ہیں۔‘‘ (اظہار الحق (بائبل سے قرآن تک)، ج:۲، ص:۱۴۹)

☆☆ .............. ☆☆

## قاری مشتاق احمد کو صدمہ

قاری مشتاق احمد امام و خطیب جامع مسجد نورانی محلہ محمد پورہ مچھلی بازار بہاول پور کی جواں سال بہو انتقال فرماگئیں، مرحومہ قاری مشتاق احمد کے فرزند ارجمند قاری محمد احمد کی اہلیہ محترمہ تھیں۔ قاری مشتاق احمد کے ایک اور بیٹے محمد عثمان کا تین سالہ معصوم بیٹا بھی فوت ہوگیا۔ موصوف ہمارے مدرسہ ختم نبوت بہاول پور کے ایک عرصہ تک استاذ رہے۔ ۱۲ر فروری کو راقم نے نورانی مسجد میں عصر کی نماز کے بعد ’’فلسفۂ موت‘‘ پر بیان کیا اور مرحومہ کی مغفرت، نیز معصوم بچے کے والدین کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

مولانا سعید الرحمٰن جالندھر سے اپنے والدین کے ساتھ بچپن میں ہجرت کرکے آئے، مختلف اداروں میں زیر تعلیم رہے۔ جامعہ خیر المدارس ملتان سے دورۂ حدیث شریف کیا۔ تقریباً ربع صدی پچیس سال سے زائد بہاولپور کی معروف دینی درسگاہ دار العلوم مدنیہ میں مفت تدریس کی اور ربع صدی یا اس سے تھوڑا کم جامعہ ہاشمیہ للبنات میں بنات کی تعلیم و تربیت میں گزاری۔ گزشتہ ماہ بہاولپور میں انتقال فرمایا اور چک نمبر ۱۲۔ بی سی میں ان کے والدین کے پہلو میں تدفین ہوئی۔ الایمان پبلک اسکول گوہر کالونی بہاولپور کے بانی ایک جماعتی ساتھی جناب محمد عمران ہیں، ان کی دعوت پر مولانا مفتی محمد یوسف سلمہ کی معیت میں ۲۲ر فروری صبح ساڑھے نو سے دس بجے تک بیان ہوا۔ بچوں کو عقیدہ ختم نبوت سمجھایا۔ یہ اسکول ہائی کلاسز کی تعلیم گاہ ہے۔ ایک شعبہ حفظ کا بھی ہے۔ دو بچوں کا حفظ مکمل ہوا۔ ان کی دعائیہ تقریب سے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کے ساتھ فضائل قرآن، قرآن پاک کا دنیا، قبر، حشر میں شافع بننا، بیان کیا۔ نیز بچوں کو قرآن پاک محفوظ رکھنے کی ترغیب دی۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

''صُوَرٌ مِنْ حَيَاةِ الصَّحابة'' زندگیاں صحابہ رضی اللہ عنہ کی

# حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

''جو شخص پیروی کرنا چاہے، اسے ان لوگوں کی پیروی کرنی چاہئے جو وفات پاچکے ہیں، اس لئے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے، اس کے فتنہ میں پڑنے اور دین حق سے ہٹ جانے کا خطرہ رہتا ہے، وہ لوگ جن کی پیروی کرنی ہے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، وہ لوگ اس امت کے افضل ترین افراد تھے، ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری تھی۔ وہ دین کا گہرا علم رکھتے تھے اور تکلف سے دور تھے، ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ مسلمانو! تم ان کا مقام پہچانو، ان کے پیچھے چلو اور ان کے اخلاق وسیرت کو حتی الامکان مضبوطی سے پکڑو، اس لئے کہ وہ لوگ صراطِ مستقیم اور اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی راہِ ہدایت پر تھے۔'' (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ)

تصنیف: ڈاکٹر عبدالرحمٰن رأفت پاشا مرحوم (مصر) مترجم: مولانا اقبال احمد قاسمی، یوکے اسلامک مشن

وہ کون ہے جس سے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سات آسمانوں کی بلندی سے سخت ترین آیات نازل کی گئی؟ وہ کون ہے جس کی شان میں اللہ تعالیٰ کے یہاں سے وحی لے کر جبرائیل آئے تھے؟ وہ مؤذنِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو۔

ابن ام مکتوم مکہ کے باشندے اور خاندان قریش کے چشم و چراغ تھے، رحمی رشتے کے ذریعہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جڑے ہوئے تھے، وہ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا بنت خویلد کے ماموں زاد بھائی تھے، ان کے والد کا نام قیس بن زائد، اور والدہ کا اسم گرامی عاتکہ بنت عبداللہ تھا، جو عموما اپنی کنیت ام مکتوم کے ساتھ مشہور تھیں، کیونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدائشی نابینا تھے۔

سرزمین عرب جس وقت اسلام کی ضیا پاشیوں سے منور ہوئی، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے سینے کو ایمان کے لئے کھول دیا، وہ اہل اسلام کے اس گروہ میں شامل ہوگئے جس نے اولین مرحلے میں داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار پر لبیک کہا اور انہوں نے ان مصائب و آلام کا نہایت پامردی اور ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ کیا جن سے مسلمان دو چار ہوئے، انہوں نے اس راہ میں کسی قسم کی قربانی اور فداکاری و جاں نثاری سے دریغ نہیں کیا، انہوں نے اپنے رفقا کے ساتھ قریش کی اذیتوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ان کی زیادتیوں کو صبر وتحمل کے ساتھ برداشت کیا، اس راہ میں نہ توان کے پائے استقلال میں ذرا برابر لغزش پیدا ہوئی، نہ ان کا حوصلہ پست ہوا، نہ ان کی قوت ایمانی میں کسی رخ سے کمزوری کے آثار ظاہر ہوئے، بلکہ ان مصائب نے ان کے اندر اللہ کے دین سے ربط محکم، اس کتاب سے تعلق، اس کی شریعت سے اکتساب فیض اور بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں شوقِ حاضری کو مزید جلا بخشی۔

ان کے اندر بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری اور حفظ قرآن کا شوق اس حد تک بڑھا ہوا تھا کہ وہ ہر فرصت کو غنیمت سمجھ کر اس سے فائدہ اٹھاتے اور ہر موقع کو قیمتی جان کر اس کی طرف تیزی سے لپکتے تھے، بلکہ کبھی کبھی تو ایسا بھی ہوتا تھا کہ اس شوق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسروں کے حصے کا وقت بھی لے لیتے تھے، اس زمانے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے بڑے بڑے سرداروں کی طرف بڑی شدّت کے ساتھ متوجہ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ نیک تمنا ہر وقت سر اٹھاتی رہتی تھی کہ قریش کے سردار بڑے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوجائیں، انہی دنوں کی بات ہے کہ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم عتبہ ابن ربیعہ، اس کے بھائی شیبہ ابن ربیعہ، عمرو بن ہشام (ابوجہل)، امیہ ابن خلف اور خالدؓ سیف اللہ کے والد ولید بن مغیرہ سے ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ تنہائی میں گفتگو کرکے ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلی خواہش تھی کہ

وہ لوگ اسلام قبول کرلیں یا کم از کم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اہل ایمان کی اذیت رسانی سے باز آ جائیں۔ ابھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو کر ہی رہے تھے کہ حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کتاب اللہ کی کوئی آیت پڑھنے کے لئے کہتے ہوئے داخل ہوئے:

”اے اللہ کے رسول! مجھے اس میں سے کچھ سکھا دیجئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھایا ہے۔“

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی، بلکہ اس کے برعکس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے، اور اس امید میں کہ یہ اسلام قبول کرلیں گے اور ان کا اسلام اللہ کے دین کی قوت اور اس کے رسول کی دعوت کی تائید کا ذریعہ بنے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہ دستور ان قریشیوں کی طرف متوجہ رہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ملاقات سے فارغ ہو کر ابھی گھر جانے کا ارادہ ہی کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر نزول وحی کی کیفیت طاری ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

”عَبَسَ وَتَوَلّٰى، اَنْ جَاۗءَهُ الْاَعْمٰى، وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰى، اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى، اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى، فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى، وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى، وَاَمَّا مَنْ جَاۗءَكَ يَسْعٰى، وَهُوَ يَخْشٰى، فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى، كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ، فَمَنْ شَاۗءَ ذَكَرَهٗ۔“ (عبس:۱تا۱۲)

ترجمہ: ”ترش رو ہو کر منہ پھیر لیا، اس بات سے کہ ان کے پاس ایک نابینا شخص آگیا، اور (اے پیغمبر!) آپ کو کیا خبر کہ شاید وہ سنور جاتا، یا نصیحت کی باتیں سنتا اور نصیحت اس کو فائدہ پہنچاتی، جو شخص بے پروائی برتتا ہے، اس کی طرف تو آپ متوجہ ہوتے ہیں؛ حالاں کہ اگر وہ (کفر وشرک کی گندگی سے) پاک صاف نہ ہو تو آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے، اور جو شخص آپ کے پاس دوڑتا ہوا آیا، اور وہ (خدا کا) خوف بھی رکھتا ہے، تو آپ اس سے بے توجہی برتتے ہیں، ہرگز ایسا نہ کریں، یہ (قرآن) تو نصیحت کی چیز ہے، تو جس کا جی چاہے، اس کو قبول کرے۔“

یہ وہ سولہ آیات ہیں جنہیں جبرائیل علیہ السلام نے حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل کیا، یہ آیات اپنے نزول سے اب تک تلاوت کی جارہی ہیں اور قیامت تک برابر پڑھی جاتی رہیں گی۔

اس روز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہت لحاظ کرنے لگے، وہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں قیام کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بڑی خاطر تواضع کرتے، وہ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے قریب بٹھاتے، ہمیشہ ان کی خیریت دریافت کرتے اور ان کی ضروریات پوری کرتے رہتے تھے، اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں! یہ عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تو تھے جن کے بارے میں سات آسمانوں کی بلندی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اظہار خفگی کیا گیا تھا۔

(صحیح یہ ہے کہ امیہ ابن خلف نے تیوری چڑھائی اور ترش روئی اختیار کی تھی، اس متکبرانہ انداز سے کہ یہ نابینا اور غریب مسلم یہاں کیوں آ گیا ہے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف صرف توجہ مبذول نہیں فرمائی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر تیوری چڑھانے کے حوالے سے اس آیت کے تراجم درست نہیں، کیونکہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اخلاق سے فروتر بات ہے)۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان پر قریش کا غیظ وغضب حد سے بڑھ گیا اور ان کے ظلم وستم کی کوئی انتہا نہ رہی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت دے دی، اجازت ملتے ہی حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دین کی حفاظت کے لیے ترک وطن کرنے میں بڑی پھرتی سے کام لیا چنانچہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے وہ اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے پہلے مدینہ پہنچے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یثرب پہنچتے ہی اپنے رفیق حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مل کر لوگوں سے ملاقات کرنے، انہیں پڑھانے اور دین کی دعوت دینے کا سلسلہ شروع کر دیا اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بلال بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو موذن مقرر کیا تاکہ وہ دن میں پانچ مرتبہ کلمہ توحید کا اعلان کریں، انہیں بہترین عمل (نماز) کے لئے بلائیں اور خیر وفلاح پر

ابھاریں۔ عموماً حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دیتے اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کے لئے اقامت کہتے تھے، کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ اذان حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیتے اور اقامت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے۔ رمضان المبارک کے مہینے میں تو ان دونوں کی شان ہی نرالی ہوتی تھی۔ مدینے کے مسلمان ایک کی اذان پر سحری کھاتے اور دوسرے کی اذان پر اس سے رک جاتے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کے پچھلے پہر اذان دے کر سوتے ہوئے لوگوں کو نیند سے بیدار کرتے اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ طلوع فجر کا انتظام کرتے رہتے اور طلوع صبح صادق کے ساتھ ہی نماز کے لیے اذان دے دیتے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت افزائی اور قدردانی کا یہ حال تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عدم موجودگی کے مختلف مواقع پر دسیوں بار ان کو مدینہ پر اپنا نائب مقرر کیا، ان میں سے ایک موقع وہ بھی تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے لئے مدینہ چھوڑا تھا۔

غزوہ بدر کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کی شان کو بڑھاتے، جہاد سے جی چرانے والوں پر ان کی فضیلت جتاتے، مجاہدین کو جہاد پر اکساتے، اور جہاد میں شرکت نہ کرنے والوں کے رویے پر اظہار ناگواری کرتے ہوئے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم کی چند آیات نازل کیں تو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل پر اس کا بہت گہرا اثر پڑا اور اس شرف سے محرومی ان کو بہت شاق گزری اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول! اگر میرے پاس استطاعت ہوتی تو میں جہاد میں ضرور شریک ہوتا، پھر انہوں نے نہایت رقتِ قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ ان کے اور ان جیسے دوسرے معذور لوگوں کے بارے میں قرآن نازل فرمائے جو اپنی جسمانی معذوریوں کے سبب سے شرکت جہاد سے محروم رہ جاتے ہیں، وہ بڑے خشوع وتضرع کے ساتھ دعا مانگتے:

''اللھم انزل عذری..... اللھم انزل عذری..... خدایا! میرے عذر کے متعلق قرآن نازل فرما دے..... خدایا..... اور اللہ تعالیٰ نے جلد ہی ان کی اس دعا کو شرف قبولیت سے نواز دیا۔

کاتب وحی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ:

''ایک روز میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں بیٹھا تھا کہ یکا یک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر سکینت ووقار کی کیفیت طاری ہوگئی اور اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زانوئے مبارک میرے زانو سے ٹکرا گیا جس سے میرے زانو پر زبردست بوجھ پڑنے لگا، ایسا بوجھ کہ اس سے زیادہ وزن میں نے اب تک کسی چیز میں محسوس نہیں کیا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر سے یہ کیفیت دور ہوئی تو مجھ سے فرمایا: زید! لکھو۔ اور میں نے لکھا:

''لا یستوی القاعدون من المؤمنین والمجاھدون فی سبیل اللہ باموالھم وانفسھم۔'' (النساء:۹۵)

ترجمہ: ''مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو گھر میں بیٹھے رہتے ہیں اور جو اللہ کی راہ میں جان مال سے جہاد کرتے ہیں دونوں کی حیثیت یکساں نہیں ہے۔''

تو ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! جو لوگ جہاد میں شریک ہونے سے محروم ہیں، ان کا کیا ہوگا؟ ان کی اس بات کے ختم ہوتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پھر وہی کیفیت طاری ہوئی، اس بار بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زانوئے مبارک میرے زانو پر پڑا اور میں نے وہی وزن محسوس کیا جو پہلی بار کیا تھا، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر سے نزول وحی کی کیفیت دور ہوئی تو فرمایا:

''زید! جو کچھ لکھا ہے، اسے پڑھو۔ تو میں نے پڑھا: ''لا یستوی القاعدون من المؤمنین'' آپ صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ لکھو: ''غیر اولی الضرر'' کسی معذوری کے بغیر۔ اس طرح وہ استثنا نازل ہوا جس کی تمنا حضرت ابن ام مکتوم نے کی تھی، اور ان جیسے دوسرے لوگوں کو شرکت جہاد کی پابندی سے مستثنا قرار دیا تھا اس کا نفس بلند بیں معذوروں کے ساتھ بیٹھ رہنے پر رضامند نہ ہوا، انہوں نے جہاد فی سبیل اللہ میں شریک ہونے کا عزم بالجزم کرلیا کیونکہ نفوس عالیہ مہمات امور کو چھوڑ کر چھوٹے چھوٹے کاموں پر قانع نہیں ہوا کرتے چنانچہ اسی روز انہوں نے طے کرلیا کہ وہ کسی غزوہ سے پیچھے نہیں رہیں گے، انہوں نے میدان جنگ میں اپنے لیے ڈیوٹی بھی متعین کرلیں تھی۔ وہ کہتے تھے

کہ مجھے دوصفوں کے درمیان کھڑا کر کے علم میرے ہاتھ میں دے دو، میں اسے بلند رکھوں گا اور اس کی حفاظت کروں گا کیونکہ نا بینا ہونے کی وجہ سے بھاگ نہیں سکتا۔“

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۴ ہجری میں ایرانیوں کے ساتھ ایک ایسی فیصلہ کن جنگ کا عزم مصمم کیا جو ان کی حکومت کو زیروزبر کردے، ان کی سلطنت کا خاتمہ کر کے عساکر اسلام کے لیے آگے بڑھنے کا راستہ صاف کردے، اس لئے انہوں نے اپنے صوبائی گورنروں کو ہدایت بھیجی:

”ہر اس شخص کو جلد از جلد میرے پاس بھیج دو جس کے پاس اسلحہ یا گھوڑا یا قوت یا شجاعت یا جنگی سوجھ بوجھ ہو۔“

اور مسلمانوں نے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اس پکار پر لبیک کہا اور وہ جوق در جوق مرکز خلافت مدینہ کی جانب امڈ پڑے، ان لبیک کہنے والوں میں نابینا مجاہد حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لشکر کی قیادت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کی اور انہیں ہدایات ونصائح کے ساتھ رخصت کیا، جب یہ لشکر قادسیہ کے مقام پر پہنچ کر خیمہ زن ہوا اور جنگ کا دن آیا تو حضرت ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ زرہ پہن کر پورے طور پر تیار ہو کر نکلے اور خود کو مسلمانوں کی علمبرداری اور اس کی حفاظت کرتے ہوئے جان دینے کے لئے پیش کیا۔

دونوں فوجوں میں تین دن سخت خون ریز معرکہ آرائی ہوتی رہی دونوں فریق ایک دوسرے سے اس طرح ٹکرائے کہ جنگوں کی تاریخ سے اس کی مثال بمشکل پیش کی جا سکتی ہے، آخر کار تیسرے روز مسلمانوں کی زبردست فتح کے ساتھ اس جنگ کا خاتمہ ہوا اور دنیا کی عظیم ترین سلطنت کا نام ونشان صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ گیا اور کفر وبت پرستی کی سرزمین پر توحید کا جھنڈا لہرانے لگا۔

اس وقت فتح مبین کی قیمت ہزاروں شہدا نے اپنے خون سے ادا کی تھی۔ ان شہیدوں میں حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، وہ جنگ میں اس حال میں پڑے ہوئے پائے گئے کہ اپنے خون میں لت پت علم اسلام کو اپنے کندھے سے چمٹائے ہوئے تھے۔☆☆

## مولانا محمد یوسف رشیدیؒ متراں والی سیالکوٹ

مولانا محمد یوسف رشیدیؒ متراں والی ڈسکہ سیالکوٹ کے مجاہد عالم دین اور مبلغ اسلام تھے، آپ نے ابتدائی کتابیں اور درجات جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے پڑھے اور شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رائے پوریؒ، مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدیؒ، مولانا عبدالمجید انورؒ، مولانا مقبول احمدؒ، علامہ غلام رسولؒ سے تربیت حاصل کی، جبکہ دورۂ حدیث شریف جامعہ امدادیہ فیصل آباد میں پڑھا اور شیخ الحدیث حضرت الاستاذ مولانا نذیر احمدؒ، مولانا غلام قادرؒ، مولانا منیر احمد منور مدظلہ، مولانا عطاء اللہ سے علم حدیث کے اسرار ورموز حاصل کئے اور فاضل ہوئے۔

جامعہ تعلیم القرآن کے نام سے آپ کے والد محترم میاں جی دین محمدؒ جو بانی تبلیغ حضرت مولانا محمد الیاس دھلویؒ کے ساتھیوں اور تربیت یافتہ مبلغین میں سے تھے، نے آپ کی پیدائش سے پانچ یا سات سال پہلے مدرسہ تعلیم القرآن کی بنیاد رکھی۔ فراغت کے بعد موصوف نے اس ادارہ کی باگ ڈور سنبھالی، چونکہ آپ کے والد محترم حضرت مولانا محمد الیاس دھلویؒ کے تربیت یافتہ تھے، آپ نے بھی اپنے والد محترم کی مسند کو سنبھالا اور متراں والی کے قریبی چکوک میں دعوت وتبلیغ کی خوب آواز لگائی اور جماعتیں تیار کرتے رہے۔ آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بڑی کانفرنسوں میں قافلہ لے کر شرکت فرماتے۔

آپ کے دور میں بڑے بڑے اکابرین تشریف لاتے رہے۔ خطیب اسلام مولانا محمد اجمل خانؒ لاہوری تشریف لائے تو انہیں سائیکل پر لینے کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ مجھے بھی سائیکل چلانا آتا ہے تو مولانا محمد اجمل خان ڈسکہ سے متراں والی تک سائیکل چلا کر تشریف لائے۔ قریب و دور کے معروف ومشہور خطبا تشریف لاتے رہے۔ گردوں کی بیماری لاحق ہوئی تو ڈائیلاسسز سلسلہ شروع ہوا۔ حضرت مولانا طارق جمیل مدظلہ کے ساتھ قریبی تعلق رہا ہے تو ڈائیلاسسز کے تمام مصارف مولانا طارق جمیل برداشت فرماتے رہے۔ تا آنکہ وقت موعود آن پہنچا اور ۸ فروری ۲۰۲۳ء کو جان جانِ آفریں کے سپرد کی، آپ نے بیوہ کے علاوہ تین بیٹے اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑیں، نماز جنازہ کی امامت آپ کے فرزند ارجمند مولانا طارق جمیل نے کی اور آپ کو متراں والی میں آپ کے رقبہ میں سپرد خاک کیا گیا۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

# شوال کے چھ روزے

مولانا مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی

رمضان المبارک کے بابرکت روزوں کے بعد شوال کے مہینے چھ روزے رکھنا سنت ہے اور یہ روزے بڑے ہی اجر وثواب کا ذریعہ ہیں، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

”حضرت ابو ایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد چھ روزے شوال کے رکھے تو وہ ایسا ہے گویا اس نے پورا سال روزے رکھے۔“

(رواہ مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ)

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

”حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس نے عیدالفطر کے چھ روزے رکھے اس نے گویا سارا سال روزہ رکھا۔“

قرآن مجید میں حق تعالیٰ شانہ کا ایک ضابطہ ہے کہ ”جو شخص ایک نیکی کرے گا، اسے دس نیکیوں کا اجر ملے گا۔“

”من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔“ (سورۃ الانعام)

اس اصول و ضابطہ کی رُو سے کوئی شخص رمضان المبارک کے ایک ماہ پورے روزے رکھے گویا اس نے دس مہینے روزے رکھے اور جب شوال کے چھ روزے رکھے تو اس کو ساٹھ دن روزے رکھنے کا اجر وثواب ملے گا۔ یعنی دو ماہ کے روزے رکھنے کا اجر ملے گا، تو اس طرح ملا کر ۱۲ ماہ یعنی پورا سال روزے رکھنے کا اجر ملے گا۔

## شوال کے چھ روزے واجب یا سنت؟

قرآن وسنت میں شوال کے چھ روزے رکھنا واجب نہیں۔ اس لئے کہ ان کے وجوب کی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ روزے فرض یا واجب نہیں، البتہ سنت ہیں۔ جمہور علماء کا بھی اس پر اتفاق ہے۔

احادیث میں شوال کے چھ روزے مسلسل رکھنے کا ذکر نہیں۔ لہٰذا یہ روزے ماہ شوال میں عیدالفطر کے بعد لگاتار بھی رکھے جاسکتے ہیں اور درمیان میں وقفہ کے ساتھ بھی رکھے جاسکتے ہیں۔

حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک رمضان المبارک کے فوراً بعد شوال کی دوسری تاریخ یعنی دوسرے دن سے سات شوال تک روزے رکھنا افضل اور اولیٰ ہے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک متفرق طور پر یہ روزے رکھنا افضل ہے کہ پورے مہینے میں جب بھی چاہے الگ الگ کر کے روزے رکھ لے۔

ملا علی قاریؒ نے جدا جدا کر کے روزے رکھنے کو افضل لکھا ہے، کیونکہ اس میں سہولت بھی ہے اور اہل کتاب سے کسی قسم کی مشابہت بھی نہیں۔ نیز اس طرح روزے رکھنے سے ان روزوں کے لزوم اور واجب ہونے کا اندیشہ بھی ختم ہوجاتا ہے۔ (مرقاۃ المصابیح، ج:۴، ص:۲۳۹)

**مسئلہ:** اگر کسی نے شوال کے روزے رکھنا شروع کئے۔ کسی عذر کی بنا پر ایک دو روزوں کے بعد پورے چھ روزے نہیں رکھے تو باقی روزوں کی قضا ضروری نہیں۔

**مسئلہ:** اگر کسی کے رمضان المبارک کے روزے کسی عذر کی بنا پر چھوٹ گئے ہوں تو رمضان کے روزوں کی پہلے قضا کرنا ضروری نہیں، شوال کے چھ روزے پہلے رکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ رمضان المبارک کے فوت شدہ روزوں کی قضا دوسرے کسی بھی مہینے میں کی جاسکتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں حتیٰ کہ ازواج مطہراتؓ اپنے رمضان کے فوت شدہ روزوں کی قضا عموماً شعبان کے مہینے میں کیا کرتی تھیں۔

**مسئلہ:** ہر سال شوال کے چھ روزے رکھنے والا شخص اگر کسی سال شوال کے روزے نہ رکھے تو گناہگار نہ ہوگا۔ اس لئے کہ شوال کے چھ روزے رکھنا واجب و ضروری نہیں ہیں۔

☆☆ .................. ☆☆

# عید کے بعد بھی بندگی!

مولانا محمد سالم قاسمی سریانوی، انڈیا

ابھی برکت و رحمت سے مالا مال ایام کا مہینہ ''رمضان المبارک'' اختتام پذیر ہوا ہے، لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا اختتام ہو گیا ہے، جو رونق وشوکت ماہ رمضان کے مبارک ایام میں تھی، وہ ناپید ہوچکی ہے، وہ عبادت و ریاضت، سمع و طاعت، اطاعت شعاری و گریہ و زاری، جود وسخا، صبر وشکر، مواسات وغم خواری اور دوسروں کے حقوق وغیرہ کے خیال کا ایسا سماں تھا، کہ اب اس کا تصور ناممکن سا معلوم ہو رہا ہے، حالانکہ رمضان صرف اس لیے نہیں تھا کہ اسی خاص مہینے میں سب کچھ عبادت و اطاعت کرلیا جائے، باقی پورے سال کو اپنی خواہشات و مرضیات کے مطابق گزارا جائے، اور اسلام کو صرف ''رسم مسلمانی'' کے طور پر اپنی زندگی کے اندر اتارا جائے۔

درحقیقت ماہ رمضان پورے سال کا تربیتی کیمپ ہے، جس میں بندوں کو تقویٰ و اطاعت شعاری کی تعلیم وتربیت دی جاتی ہے، اور انہیں آہستہ آہستہ اُس نہج پر لایا جاتا ہے، جہاں اللہ اور اس کے رسول کی خوش نودی کا پروانہ نصیب ہو، آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ روزہ نام ہے ''طعام وشراب اور جنسی تقاضوں سے اپنے آپ کو روک لینا'' کا، یہ روزہ کا ظاہر ہے، جس کے باطن میں ایسے رازہائے سربستہ چھپے ہیں جن کے حقائق کی تہ تک پہنچنا سب کے بس کی بات نہیں ہے۔

یہ ''کھانے، پینے اور جماع سے رکنے'' کا موازنہ مشہور نیت والی حدیث...... جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے...... سے کیجئے، جس میں آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ ''اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔'' (بخاری ومسلم) اس سے یہ حقیقت کھل کر واضح ہوجاتی ہے، روزے میں نیت کا مکمل دخل ہے، چونکہ اس کے اندر ریا و دکھاوے کا کوئی شائبہ نہیں ہے، اسی لیے روزہ داروں سے یہ کہنا نہیں پڑتا کہ روزہ کی حالت میں آپ کے لیے کھانا، پینا اور جماع کرنا درست نہیں ہے، بلکہ وہ محض اللہ کے خوف اور ڈر سے یہ سب چھوڑ دیتا ہے، اور دراصل یہی تقویٰ کی پہلی سیڑھی ہے، جس کے ذریعہ ایک مسلمان اللہ کے قریب تر ہونا شروع کرتا ہے، اور جیسے جیسے اس کے مذکورہ احساس کے اندر اضافہ ہوتا ہے، وہ مزید معراج تقرب میں ترقی کرتا ہے، بالآخر اس منزل تک پہنچ جاتا ہے، جس کو اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں روزہ کی فرضیت کا غایت ومقصود قرار دیا ہے، ارشاد ہے:

''یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ۔'' (البقرۃ:183)

ترجمہ: ''کہ اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے، جیسا کہ پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا، تاکہ تم متقی بن جاؤ۔''

مشہور مفسر ابوحیان اندلسیؒ اس آیت میں ''تتقون'' کے ٹکڑے کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''تتقون"، الظاهر: تعلق لعل بكتب، أي: سبب فرضية الصوم هو رجاء حصول التقوى لكم، فقيل: المعنى تدخلون في زمرة المتقين؛ لأن الصوم شعارهم'' (البحر المحیط)

یعنی روزے کی فرضیت کا مقصد تقوے کا حصول ہے، اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ تم متقیوں کے زمرے میں داخل ہو جاؤ، اس لیے کہ روزہ ان (متقیوں) کا شعار ہے۔

اس پورے پس منظر میں یہ بات قابل غور ہے کہ جب ہم اللہ کے حکم پر روزہ رکھتے ہیں، تراویح پڑھتے ہیں اور دیگر ممنوعات سے احتراز کرتے ہیں، اور یہ عمل تقریباً ایک مہینہ کرتے ہیں، پھر آخر کیا وجہ ہے کہ رمضان کا مہینہ گزرتے اور عید کا چاند نظر آتے ہی تبدیلی ہوجاتی ہے؟ اور مسلمانوں کا اکثریتی طبقہ نماز اور دیگر عبادات سے غافل اور بے پرواہ ہوجاتا ہے، اور دوبارہ انھیں نافرمانیوں اور غفلت شعاریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے، جن میں وہ پہلے سے چلا آرہا تھا، پورے ایک مہینہ تربیت وٹریننگ حاصل کرنے کے باوجود

کیسے اس ”رمضانی نہج“ کو چھوڑ دیتا ہے اور اللہ و رسول کی اطاعت کو ترک کر کے شیطانی و طاغوتی اعمال میں مبتلا؛ بلکہ مست ہوجاتا ہے، یہ ایک سوال ہے جو ہر دین دار کو عید بعد جھنجھوڑتا ہوگا؟؟

اس حوالے سے قابل غور بنیادی بات یہ ہے کہ ہم روزہ بھی رکھ لیتے ہیں، تراویح کا بھی اہتمام کر لیتے ہیں اور دیگر عبادتوں کو بھی انجام دے لیتے ہیں، لیکن درحقیقت وہ ایک رسم ورواج اور ماحول کے طور پر ہوتی ہے، جس کی حقیقت ہمارے اندر نہیں ہوتی ہے، بل کہ وہ ایک جسد ہوتا جس کی روح مفقود ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ عید کے دن ہی بہتیرے مسجد سے دور ہوجاتے ہیں، جب کہ وہ دن خوشی کا ہوتا ہے اور اللہ کی طرف سے انعامات کا دن ہوتا ہے، لیکن بڑا طبقہ اس کی حقیقت سمجھنے سے قاصر ہے۔

یہ ”رمضانی نہج“ صرف اسی مبارک ماہ کے ساتھ خاص نہیں ہے؛ بل کہ یہ چیز تو ہر مسلمان کی زندگی میں ہمہ وقت اور ہر شعبہ میں ہونی چاہیے، کوئی بھی مسلمان اس حوالے سے کامل مسلمان ہو ہی نہیں سکتا کہ اس کی زندگی کے بعض حصوں اور بعض شعبوں میں تو ایمان و اعمال ہوں، اور بقیہ اس سے عاری ہوں، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

”یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔“ (سورۃ البقرۃ:208)

ترجمہ: ”کہ اے ایمان والو! تم اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو، وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے۔“

اس آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں، جہاں مشہور قول کے مطابق اس آیت کا نزول اہل کتاب جیسے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں مفسرین نے بیان کیا ہے، وہیں بہت سے مفسرین نے یہ بھی اختیار کیا ہے کہ آیت مذکورہ مخلص مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اور ان سے کہا گیا ہے کہ تم اسلام کے تمام شعبوں پر عمل درآمد کرو، کسی بھی شعبہ میں اس کے احکام کی خلاف ورزی نہ ہو۔ علامہ آلوسی بغدادیؒ آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ذکر کر کے لکھتے ہیں:

وقیل: الخطاب للمسلمین الخلص، والمراد من السلم شعب الإسلام، وکافة حال منه، والمعنی: ادخلوا أیها المسلمون المؤمنون بمحمد ﷺ في شعب الإیمان کلها، ولا تخلوا بشيء من أحکامه، وقال الزجاج في هذا الوجه: المراد من السلم الإسلام، والمقصود أمر المسلمین بالثبات علیه، وفیه أن التعبیر عن الثبات علی الإسلام بالدخول فیه بعید غایة البعد، وهذا ما اختاره بعض المحققین۔ (روح المعانی)

اس کا خلاصہ یہ کہ اس آیت میں خطاب عام مخلص مسلمانوں سے کیا گیا ہے، اور ان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ اے مسلمانو! تم ایمان کے تمام شعبوں پر عمل کرو، اور کوئی بھی شعبہ تمہارے عمل سے خالی نہ رہے، بل کہ تم اس پر ثابت قدم رہو۔

یہ ثبات قدمی اور دوام کا مضمون احادیث طیبہ کے اندر بھی بیان فرمایا گیا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”إن أحب الأعمال إلی اللہ ما دام وإن قل۔“ (بخاری و مثلہ فی مسلم)

ترجمہ: ”کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب عمل وہ ہے جس میں مداومت یعنی پابندی ہو، چاہے وہ کم ہی ہو۔“

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رمضان المبارک میں ہمارے اندر رسمی وروایتی دین داری آتی ہے، جو کہ محض ماحول کے تاثر سے ہوتی ہے، جس کا حقیقت بالا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے، اسی لیے جیسے ہی یہ ماحول ختم ہوتا ہے، وقتی دین داری بھی ہم سے رخصت ہوجاتی ہے اور پھر وہی گھسے پٹے پرانے دین دار باقی رہ جاتے ہیں، جیسے لگتا ہے کہ انھوں نے دین کا ٹھیکہ لے رکھا ہو اور باقی حضرات فقط دنیاداری کے ذمہ دار ہیں۔

ہمیں اس رمضان کی اہمیت کو سمجھنا ہوگا، اور جو عظیم مقصد اس کے اندر پنہاں کیا گیا ہے اسے اختیار کر کے اپنی زندگی کو مکمل نہج اسلامی اور دین داری پر لانا ہوگا، جو وقتی اور ناپائیدار دین داری کا فروغ ہمارے اندر ہے اس کو الوداع کہنا ہوگا، اور حقیقی معنوں میں کامل و مکمل دین کو اپنے اندر سمونا، اس کی نشر و اشاعت کی فکر و کوشش اور ہر چہار جانب اس کو پھیلانے کو اپنا فرض منصبی سمجھنا ہوگا۔

اگر ہر فرد اس کو سمجھنے لگے اور اس فکر و سوچ کو زندگی کا جزو لاینفک بنالے تو یقینا یہ بات کہا جاسکتی ہے کہ بہت جلد یہ ماحول بدل سکتا ہے اور صحیح و حقیقی دین داری ہمارے اندر بھی فروغ پاسکتی ہے، جس پر جناب نبی کریم ﷺ نے امت کو چھوڑا تھا، اور اعلان کیا تھا کہ تم جب تک کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کو پکڑے رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہوسکتے۔ ”ترکت فیکم أمرین، لن تضلوا ما تمسکتم بهما: کتاب اللہ وسنة نبیه۔“ (موطأ امام مالک) ☆☆

# محدثین کرامؒ کی عبادت اور خوفِ خدا کے چند نمونے!

مولانا محمد طارق جمیل، کراچی

ملخص البحث:

اللہ رب العزت نے زہد وعبادت، اہتمام تلاوت وصیام، وقار، دل کی نرمی اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا حضرات محدثین کی خمیر میں رکھی ہے۔ علمِ حدیث کی خدمت اور حفاظت کی خاطر جن تکالیف کو انہوں نے برداشت کیا انسان ان کا تصور کرکے انگشت بدنداں رہ جاتا ہے، صرف یہ نہیں کہ اللہ جل شانہ نے ان کو علم کی دولت سے نوازا تھا، علم کے اگر وہ پہاڑ تھے تو علم پر عمل کرنا ان کا مزاج چکا تھا، علمی مصروفیت کے باوجود آخرت کی یاد کو انہوں نے کبھی نہیں بھلایا، ان کی نظریں ہمیشہ اس آیت پر مرکوز تھی ''وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى'' [الأعلى:17] یہی وجہ ہے کہ ان کی عملی زندگی کے کارنامے بھی قابلِ رشک ہیں۔ کسی کو اگر کثرت عبادت کی وجہ سے راہب العراق سمجھا جاتا تو کسی کا چہرہ کثرت عبادت سے روشن ہوجاتا، بعضوں کا اہتمامِ تلاوت ایسا کہ ہر شب ختمِ قرآن ان کا معمول بن چکا تھا جبکہ کسی کو عبادتِ صیام کا ایسا ذوق کہ خود تو روزہ دار رہتے لیکن اوروں کو کھلاتے رہتے تھے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان و مال ایسا قربان کرتے کہ اگر ایک طرف ہر سال ایک لاکھ درہم صدقے کا معمول، تو دوسری طرف ہر دوسرے سال اسلام کی دفاع میں سینہ سپر ہوتے۔

لیکن سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اخلاص جیسی دولت سے نوازا تھا کہ عینِ قتال کی حالت میں سر کے سودے کے وقت بھی اپنے چہرے کو چھپاتے۔ انہی حضرات کے اخلاص وعملی زندگی کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کارناموں اور خدمات کو آج تک زندہ رکھا، انہی حضرات کی عملی زندگی کا پہلو مذکورہ عنوان میں موضوع بحث ہے۔

## محدثین کرام کی عبادت وخوف خدا کے چند نمونے:

''إِنَّمَا يَخْشَى اللهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ'' جب بھی انسان علم کے راستے میں قدم رکھتا ہے تو اس کا اولین مقصد اللہ تعالیٰ کی رضاوخوشنودی کا حصول ہوتا ہے۔ کسی بھی قیمت پر وہ اس امر کو مفقود ہونے نہیں دیتا۔ انقلابات زمانہ کے ہر انقلاب سے نمٹنے کے لیے وہ نبرد آزما رہتا ہے۔ لیکن یہ بھی آشکارہ حقیقت ہے کہ اللہ جل شانہ کی رضا تب ملے گی، جب بندے کا دل خوف خدا سے بھرا ہوا ہو، اور اشتغال بالعبادت میں دل لگا ہوا ہو۔

اس امر سے تو ہر کس وناکس واقف ہوگا کہ محدثین کرام رحمہم اللہ کو اللہ جل شانہ نے دین اسلام اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے منتخب کیا، جنہوں نے احادیث مبارکہ کے تحفظ کے لیے ایسے کارنامے انجام دیئے کہ انسان ان کا تصور کرکے انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔ انہیں حضرات محدثین کی محنتوں کا تو یہ نتیجہ ہے کہ لفظ ''رحلۃ'' اس مبارک سفر کے خاص ساتھ ہوا جو سفر حدیث کی خاطر کیا جائے۔ ایک طرف ان کی یہ ڈھیر ساری خدمات تو دوسری طرف ان کے قلوب میں خوف خدا بھی جاگزین ہے، ذیل میں ہم چند واقعات سے اس پہلو کی وضاحت کریں گے۔

## امام شعبہؒ اور ان کی خشیت الٰہی:

امام شعبہ 80 ہجری کو بصرہ شہر میں پیدا ہوئے، ان ائمہ حدیث میں آپ کا شمار ہے جو امیرالمؤمنین فی الحدیث کے لقب سے ملقب ہیں۔ بھلا ایسا کیوں نہ ہو جس نے اپنی ساری زندگی علم حدیث کی خدمت کے لیے ایسی وقف کردی کہ اس حقیر دنیا کی طرف توجہ ہی نہ دی جن کے اساتذہ کی تعداد تابعین کرام میں چار سو ہیں۔ ان کے بارے میں امام شافعیؒ جیسے جلیل القدر امام فرماتے ہیں ''لولا شعبة ما عرف الحديث بالعراق'' اگر شعبہ نہ ہوتے تو عراق میں حدیث کا نام نہ ہوتا۔ ابوداؤد الطیالسیؒ فرماتے ہیں: ''میں نے امام شعبہؒ سے سات ہزار حدیثیں سنی اور غندرؒ نے بھی۔''

ایک طرف یہ عظیم امام علم کا بحر زخار ہے، تو دوسری طرف ان کا خوف خدا وعبادت کی شان

بھی نرالی ہے۔ امام ابوقطنؒ فرماتے ہیں: ’’میں جب بھی امام شعبہؒ کو رکوع کی حالت میں دیکھتا (طول رکوع کی وجہ سے) مجھے یہ فکر لاحق ہوجاتی کہ کہیں بھول نہ گئے ہوں کہ وہ رکوع میں ہے، اور یہی حالت امام شعبہ کی قعدہ بین السجدتین میں ہوتی تھی۔‘‘

ابوالبحر البکر اویؒ فرماتے ہیں کہ ’’میں نے امام شعبہ سے زیادہ عبادت کرنے والا نہیں دیکھا۔ کثرت عبادت کی وجہ سے اتنے لاغر ہوگئے تھے کہ جلد مبارک ہڈیوں سے مل گئی تھی، اور چہرہ سیاہ ہوگیا تھا۔

عبد السلام بن مطہرؒ فرماتے ہیں کہ میں جب بھی امام شعبہؒ کے پاس نماز کے وقت میں آتا، میں نے امام شعبہ کو نماز پڑھتے ہوئے ہی دیکھا ہے۔

زندگی کی تیسری پہلو میں ہم امام شعبہؒ کو ایک رحم دل و رقیق القلب انسان پاتے ہیں۔ مشہور محدث نضر بن شمیل فرماتے ہیں کہ میں نے کسی مسکین پر امام شعبہ سے زیادہ رحم دل شخص نہیں دیکھا امام صاحب فقیروں کے لئے ماں اور باپ جیسے تھے۔

یحییٰ بن سعید القطانؒ فرماتے ہیں کہ امام شعبہ کی نظر جب کسی مسکین پر پڑتی تو اس وقت تک اس مسکین شخص کو دیکھتے رہتے جب تک وہ غریب انسان آپ کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوتا۔ اس سے امام صاحب کے رقیق القلب ہونے کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

## عبد اللہ ابن مبارکؒ اور ان کی خشیت الٰہی:

عبداللہ ابن المبارکؒ سن 118ھ کو پیدا ہوئے۔ علامہ ذہبیؒ نے اپنی مایہ ناز کتاب ’’سیر اعلام النبلاء‘‘ میں آپ کو ان القابات سے نوازا ہے: ’’الإمام، شیخ الإسلام، عالم زمانہ، أمیر الأتقیاء فی وقتہ‘‘ یعنی آپ اپنے زمانے کے شیخ الاسلام اور اپنے وقت کے متقی و پرہیزگاروں کے امام ہیں۔ ائمہ حدیث میں آپ ہی کا دامن ہے جو داغ جرح سے محفوظ رہا ہے۔ محدثین کرام کی مبارک زبانوں پر بالاتفاق آپ کی امامت کا نغمہ ہے۔ علامہ ذہبیؒ نے عباس بن مصعب کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ہی کی ذات ہے جو بیک وقت فقہ، حدیث، عربیت، تاریخ، شجاعت، سخاوت وتجارت ان سب کے لیے جامع ہے۔

اسماعیل بن عیاشؒ فرماتے ہیں کہ زمین کے اوپر آپ جیسی شخصیت نہیں، اور اللہ تعالیٰ نے ہر خصلت خیر آپ میں رکھی ہے۔ آگے وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے ساتھی ان کے ساتھ سفر میں تھے جو مصر سے مکہ جارہے تھے تو عبداللہ بن مبارک خود روزے دار رہتے لیکن اپنے ہم سفر ساتھیوں کو کھلاتے تھے۔

ایک مرتبہ عبداللہ بن مبارک کے اہل علاقہ نے ان کو اپنے ساتھ حج جانے کا کہا، آپؒ نے ان سے فرمایا: ہر ایک اپنا سامان خرچ لیکر میرے پاس آؤ۔ جب وہ لے کر آئے تو آپ نے ان نفقات کو صندوق میں رکھ کر صندوق کو بند کردیا۔ مرو سے لے کر بغداد تک آپؒ نے ان کو اچھے سے اچھے کھانے کھلائے اور پھر بغداد سے خوبصورت لباس اور پورے وقار کے ساتھ نکل کر مدینۃ الرسول تک قافلے کی اسی شان وشوکت کو برقرار رکھا۔ مدینۃ الرسول پہنچنے کے بعد ساتھیوں سے کہا: جس کی جو ضرورت ہو بتا دے۔ ان کی ضرورتوں کو پورا کرتے، پھر مکہ مکرمہ نکل گئے۔ وہاں پر قضائے حج کے بعد پھر ساتھیوں سے کہا کہ جس کی جو ضرورت ہو بتادے۔ پھر وہاں پر ہر ایک کی ضرورت کو پورا کیا۔ پھر اپنے علاقے کی طرف رخت سفر باندھ لیا اور اپنے علاقے پہنچنے کے بعد صندوق کو کھول دیا۔ ہر ساتھی کو اس کی ذاتی رقم جو انہوں نے دی تھی واپس دے دی۔

آپؒ کی یہ عادت تھی کہ ہر سال ایک لاکھ درہم فقراء پر خرچ کرتے۔ نعیم بن حمادؒ فرماتے ہیں کہ جب عبداللہ ابن مبارک کتاب الرقاق پڑھتے تو اتنا روتے کہ ان کی حالت ذبح شدہ گائے جیسی ہوتی، یعنی رونے کی شدت کی وجہ سے آپ کی آواز ذبح شدہ گائے کی آواز جیسی ہوجاتی۔

نعیم بن حماد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے عبداللہ بن مبارک کو کہا میں نے رات کو ایک رکعت میں پوری قرآن مجید کی تلاوت کی اور اسی رکعت میں ختم کرڈالا، تو عبداللہ بن مبارک نے فرمایا: بھائی میں ایسے شخص کو بھی جانتا ہوں جس نے کل رات ’’أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ‘‘ شروع فرمائی، تو صبح تک پڑھتے رہے اور اس سے آگے پڑھنے پر قدرت نہیں رکھتے تھے۔ مراد خود اپنی ذات تھی۔

ابواسحاق الطالقانیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن مباک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اگر میں ساٹھ درہم ایسے صدقے میں دوں جس کے حلال ہونے میں شک ہو، اس سے زیادہ پسند مجھے یہ ہے کہ ایک درہم حلال کمائی کا صدقہ کردوں۔

آپؒ کی ذات ہی وہ شخصیت ہے جو ایک

طرف امیر المؤمنین فی الحدیث ہے تو دوسری طرف امام المجاہدین بھی ہے۔ایک سال اگر درس حدیث ہوتا تو دوسرے سال اسلام کی دفاع میں کفار کے مقابلے میں سینہ سپر ہوتے۔

سلیمان مروزیؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار ہماری رومیوں سے لڑائی ہوئی، ایک کافر رومی نے مسلمانوں کو مبارزے کی دعوت دی، مسلمانوں کی صفوں میں سے ایک مجاہد مقابلے کے لیے نکلا، اور شہادت کی خرقہ پہن کر ہمیشہ کے لیے اپنے آپ کو زندہ رکھا۔ پھر دوسرا مجاہد آیا، اس نے بھی جام شہادت نوش کیا۔پھر تیسرا آیا، وہ بھی اپنے بھائیوں سے جاملا۔ پھر بدبخت رومی نے متکبرانہ انداز میں مبارزے کی دعوت دی، مسلمانوں میں سے ایک مرد قلندر نے اس کی دعوت کو قبول کرلیا، اور مقابلے کے لیے نکل پڑے۔پھر کچھ دیر بعد اس خناس کو واصل جہنم کر دیا، تو مسلمان اس مرد مجاہد کی طرف ان کی زیارت کے لیے آگے بڑھے کہ یہ بہادر کون ہے؟ جب دیکھا گیا وہ عبداللہ ابن مبارکؒ تھے، جو اپنے چہرے کو چھپا رہے تھے۔ جب زندگی درس احادیث، جہاد فی سبیل اللہ و انفاق میں گزر جاتی ہے تو پھر اللہ رب العزت ان کو ایسے ہی انعامات سے نوازتے ہیں۔

امام نوفلؒ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن مبارکؒ کو خواب میں دیکھا، میں نے ان سے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ فرمانے لگے: میرے وہ اسفار جو میں نے حدیث کی خاطر کیے تھے، ان کے سبب میری مغفرت ہوگئی۔ پھر فرمانے لگے:''علیک بالقرآن، علیک بالقرآن'' کہ قرآن شریف کی تلاوت کو نہ بھولنا۔

## امام یحییٰ بن سعید القطان اور ان کا خوف خدا:

امام یحییٰ بن سعید القطان سن 120ھ کو بصرہ شہر میں پیدا ہوئے امت کو بجا طور پر آپ پر ناز ہے، اور کیوں نہ ہو جن کی علمیت کی حالت یہ ہو، کہ علم الرجال میں آپ کا قول حرف آخر سمجھا جاتا ہے۔امام احمد بن حنبلؒ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:''میری آنکھوں نے یحیی بن سعید القطان جیسی شخصیت نہیں دیکھی۔'' آپ اپنے زمانے کے امام سمجھے جاتے تھے۔ یہ تو امام صاحب کی زندگی کا علمی پہلو ہے اگر ہم ان کی زندگی کے عملی پہلو کا مطالعہ کریں تو بجا طور پر ہمیں یہ کہنا پڑتا ہے کہ بے شک امام صاحبؒ کی زندگی خوف خدا سے عبارت تھی۔یحیی بن معینؒ فرماتے ہیں کہ یحیی بن سعید القطان کی زندگی کے بیس سال ایسے گزرے ہیں کہ ہر شب کو آپ قرآن مجید ختم فرماتے تھے۔

امام علی بن مدینی فرماتے ہیں کہ امام صاحبؒ ہر رات کو ایک قرآن مجید ختم فرماتے تھے۔ یہ کوئی خلاف حقیقت نہیں، بلکہ سراپا حقیقت ہی ہے اور کیوں نہ ہو، جنہوں نے اپنی زندگی کے ایک ایک لمحے کی قدر کی، اور زندگی کی ایسی نگرانی کی ہو، کہ ایک لمحہ طاعت اللہ کے بغیر نہ گزر جائے، تو پھر اللہ جل شانہ کی ذات بڑی رحیم وکریم ذات ہے۔ وہ ذات ان کی زندگیوں اور اوقات میں ایسے ہی برکت عطا فرماتے ہے۔

علی بن المدینیؒ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے سورۃ الدخان کی تلاوت شروع کی تو یحیی بن سعید القطان پر غشی کی حالت طاری ہوگئی، اور بے ہوش ہوگئے۔

امام جعفر بندارؒ فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید القطان کے پاس میرا بیس سال سے آنا جانا ہوا میں گمان نہیں کرتا کہ امام صاحبؒ نے کبھی اللہ جل شانہ کی نافرمانی کی ہو۔

یحییٰ بن سعید القطان باوقار انتے تھے کہ ان کے پوتے کا بیان ہے کہ''لم يكن جدي يمزح ولا يضحك إلا تبسما، ولا دخل حماما'' میرے دادا مذاق نہیں کرتے تھے، اور جب ہنستے تو تبسم فرماتے اور حمام نہیں جاتے تھے۔

جب زندگی کا لمحہ لمحہ اللہ رب العزت کی عبادت میں اس طرح گزر جائے تو پھر اللہ جل شانہ اپنے نیکوکار بندوں کو ایسے ہی انعامات سے نوازتے ہیں۔ زہیر البابیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ یحییٰ بن سعید القطان کو خواب میں دیکھا کہ امام صاحب قمیص پہنے ہوئے تھے، دونوں کندھوں کے درمیان یہ الفاظ لکھے ہوئے مجھے نظر آئے:

''بسم الله الرحمن الرحيم* كتاب من الله العزيز العليم، براءة ليحيى بن سعيد القطان من النار'' اللہ جل شانہ کی طرف یحییٰ کو آگ سے نجات ہے۔

## امام وکیع اور ان کی خشیت الٰہی:

امام وکیع بن جراح کی پیدائش سن 129ھ کو کوفہ میں ہوئی۔امام صاحب کا تعلق ایک مالدار گھرانے سے تھا۔ والد صاحب آپ کے بیت المال کے نگران تھے۔صرف والدہ سے آپ کو ایک لاکھ درہم بطور میراث ملی تھی، علم وعمل کے آپ پہاڑ تھے، ہارون الرشید نے قضاء کی پیشکش کی تو امام صاحبؒ نے مسترد کردیا۔

امام احمد بن حنبلؒ جیسی عظیم شخصیت آپ کے متعلق فرماتے ہیں:''كان وكيعٌ إمامَ المسلمين في زمانه'' کہ امام وکیع اپنے زمانے کے امام تھے۔

امام نوح بن ابی مریم آپ کے متعلق فرماتے ہیں: میری آنکھوں نے امام وکیع جیسی شخصیت نہیں دیکھی۔ علمیت میں بحر بے کنار تھے، تو عبادت کی حالت یہ تھی کہ ان کے ساتھی یحییٰ بن اکثمؒ فرماتے ہیں کہ میں امام وکیعؒ کی صحبت میں رہا، سفر میں بھی اور حضر میں بھی۔ امام صاحبؒ صائم الدہر رہتے۔ دن کو روزہ رکھتے، اور رات کا معمول یہ تھا کہ ہر شب کو قرآن مجید ختم فرماتے تھے۔ امام وکیع بن الجراح راہب العراق کے لقب سے جانے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ امام وکیع مکہ مکرمہ تشریف لائے اور سرخیل صوفیہ قاضی عیاض سے ملاقات ہوئی۔ چونکہ امام صاحب ذرا لحیم شحیم بھاری بدن کے مالک تھے، تو قاضی عیاض نے ان کے فربہی کو دیکھ کر کہا، میں نے تو سنا ہے کہ آپ راہب العراق ہو، پھر فربہی کیسی؟ تو امام کیع بن جراح نے جواباً فرمایا: ''هذا فرحي بالإسلام'' یعنی اسلام کی وجہ سے نشاط کی جس کیفیت میں رہتا ہوں یہ اس کا نتیجہ ہے۔

ان واقعات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ وہ طلباء جو حدیث پڑھتے ہیں، ان کو صرف اس پر اکتفاء نہیں کرنا چاہئے کہ ہم حدیث پڑھتے ہیں، یہ ہمارے لیے بڑی سعادت کی بات ہے، بے شک یہ بات بڑی سعادت کی ہے کہ آپ حدیث کے طالب علم ہیں، لیکن آپ نے ان واقعات میں دیکھا کہ محدثین کرام اگر دن کو درس حدیث میں مشغول ہوتے تو رات کو وہ اپنے پروردگار کے سامنے آہ وزاری بھی کرتے پائے جاتے ہیں۔

ان واقعات میں ایک قدر مشترک جو سامنے آتا ہے وہ یہ کہ حضرات محدثین قرآن پاک کی تلاوت کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ اگر آج ہم اپنے معاشرے کا بغور جائزہ لیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ ہمارا معاشرہ عمومی طور پر اس سے محروم ہے۔

تیسری بات یہ ملتی ہے کہ محدثین کرام رقیق القلب بہت تھے۔ چھوٹے چھوٹے امور کا خیال رکھتے جیسے کہ امام شعبہؒ کے حالات میں یہ واقعہ گزر گیا کہ وہ کسی غریب کو اس وقت تک دیکھتے رہتے تھے جب تک وہ آپ کی نظروں سے غائب نہ ہو جاتا۔

چوتھی بات یہ کہ وہ حضرات درس حدیث کے ساتھ ساتھ اللہ جل شانہ کے راستے میں جہاد بھی خوب کرتے تھے جام شہادت کے پیالے کے وہ شوقین تھے، ان کا درس حدیث ودیگر عوارض ان کو اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے مانع نہ ہوتا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان حضرات کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

☆☆ ............... .. ☆☆

## خواجہ محمد ابراہیم کا انتقال

خواجہ محمد ابراہیم کے والد عبدالروفؒ اور دادا خواجہ عبدالرزاقؒ تھے۔ خواجہ عبدالرزاقؒ کا ہمارے حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ سے بڑا گہرا تعلق رہا ہے۔ خواجہ عبدالرزاقؒ کو اللہ پاک نے کئی ایک بیٹوں سے سرفراز فرمایا۔ عبدالروف، عبدالغفار، عبدالستار، قاری زبیر احمد، قاری محمد بلال معروف فرزندانِ گرامی ہیں۔

خواجگان کی یہ فیملی صحیح العقیدہ فیملی ہے۔ ایک دور تھا کہ خواجگان کے ہاں کوئی شادی بیاہ ہوتا اس وقت مہمانوں کے لئے کھانا گھروں میں پکتا تھا، تو خواجگان اپنی خوشی میں مدارس عربیہ کے طلبہ کو شریک کرتے، بلکہ کھانے کے لئے پہلی شفٹ جو لگتی وہ مدارس عربیہ کے طلبہ اور اساتذہ کرام کی ہوتی۔ راقم نے اکثر کتب مدرسہ عزیز العلوم شجاع آباد میں پڑھی ہیں۔ مدرسہ کے بانی ہمارے استاذ محترم حضرت مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی مفسر قرآن تھے۔ اکثر خواجگان حضرت قاضی صاحبؒ کے مواعظ حسنہ اور استاذ جیؒ کی تقاریر و دروس اور مرشد العلماء حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کی روحانی مجالس سے صحیح العقیدہ ہوتے ہیں۔ تو مرحوم خواجہ عبدالرزاقؒ کے فرزند ارجمند خواجہ عبدالروف کے فرزند تھے۔ ۳۰ سال عمر تھی، چند روز قبل اچانک انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۳؍فروری ۲۰۲۳ء کو راقم نے صدیقیہ مسجد المعروف لاری اڈے والی میں فلسفہ موت پر بیان کیا اور مرحوم کی مغفرت کی دعا کی۔ مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ مرحوم استاذ العلماء حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی کے قریبی عزیزوں میں سے تھے۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

### مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

# دعوتی و تبلیغی اسفار

**خطبہ جمعہ:** ۱۰/مارچ جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے جامع مسجد قدیم حافظ آباد میں دیا۔ جامع مسجد قدیم میں ایک عرصہ تک مولانا محمد الطافؒ خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند مولانا علامہ سعید احمد اعوان امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ موصوف جمعیت علمائے اسلام کے ضلعی امیر اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرستوں میں سے ہیں۔

راقم ہر سال چناب نگر کورس کے موقع پر ایک جمعہ حاضری دیتا ہے۔ ایک وقت تھا کہ حافظ آباد میں مولانا محمد الطافؒ، حافظ عبدالوہاب جالندھریؒ، تحریک ختم نبوت کے نامور مجاہد تھے۔ موخر الذکر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی مبلغ رہے۔ اب حافظ آباد میں جو گوجرانوالہ کا حصہ ہے۔ گوجرانوالہ کے مبلغ مولانا محمد عارف شامی حافظ آباد ضلع کے حالات اور تبلیغی نگرانی کرتے ہیں۔

**تحفظ ختم نبوت کانفرنس، بھسین لاہور:** بھسین انڈیا پاکستان کے بارڈر پر واقع قصبہ ہے۔ بارڈر ایریاز پر پورے ملک میں سیالکوٹ سے لے کر ننگر پارکر اور مٹھی تک قادیانی ایک منصوبہ کے تحت قیام پذیر ہیں۔ بارڈر ایریاز میں اسمگلنگ اور دوسرے غیر قانونی کام کرتے ہیں۔ پاکستان کے راز انڈیا کو پہنچاتے ہیں، الحمدللہ! بھسین میں ۱۱/مارچ کو دوسری سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس مغرب کے بعد سے لے کر رات گئے تک جاری رہی۔ کانفرنس کی صدارت علاقہ کی معروف روحانی شخصیت مولانا محمد حنیف کمبوہ نے کی۔ تلاوت قاری محمد علی اور نعت مولانا ابوبکر حسانی نے پیش کی۔ کانفرنس کا آغاز لاہور کے مبلغ مولانا سمیع اللہ کے بیان سے ہوا۔ ازاں بعد مولانا محمد عابد حنیف، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا نور محمد ہزاروی سرگودھا، مولانا عزیز الرحمن ثانی لاہور، مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا خالد محمود، مولانا سعید احمد وقار کے بیانات ہوئے۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا قاری عبدالعزیز، مولانا عبدالنعیم لاہور نے سرانجام دیئے۔ آخری خطبہ و بیان لاہور کے امیر مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ کا ہوا اور دعا بھی حضرت مفتی صاحب نے کرائی۔ مقررین نے اپنے بیان میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت، حیات عیسیٰ علیہ السلام امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور اور قادیانیوں کی ملک و ملت دشمنی پر روشنی ڈالی۔ کانفرنس کے انتظامات ماسٹر ارشاد احمد، ماسٹر عبدالرشید، مولانا عبدالعزیز اور دوسرے احباب نے کئے اور نگران وزیر اعلیٰ سے جنونی اور متعصب قادیانی قارالحسن نتھوکہ کے اینٹی کرپشن کے ڈپٹی ڈائریکٹر کے عہدہ پر برخواستگی کا مطالبہ کیا۔ مقررین نے کہا کہ جن کی کرپشن سے ختم نبوت، صحابہ کرام، اہلبیت اور اسلامی شعائر نہیں بچ سکے وہ ملک کو کرپشن سے کیا نجات دلائیں گے۔ (سمیع اللہ، مبلغ لاہور)

**مولانا محمد یوسف رشیدیؒ کی یاد میں تعزیتی جلسہ:** جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ مولانا محمد یوسف رشیدیؒ مجاہد اور انتھک مبلغ اسلام تھے۔ آپ کے ورثا نے آپ کی یاد میں ۱۱/مارچ کو متراں والی میں تعزیتی جلسہ رکھا جو صبح ۱۰ بجے سے لے کر رات گئے تک جاری رہا۔ جلسہ سے جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے شیوخ حدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی، مولانا عبدالقدوس خان قارن کے علاوہ قاری محمود اختر، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا نعمان ضیاء فاروقی سمندری، مولانا عزیز الرحمن خان شاہد گوجرانوالہ، مولانا محمد امجد خان لاہور، مولانا عبدالحق خان بشیر گجرات اور دیگر علمائے کرام نے خطاب کیا۔ جبکہ ملک کے نامور شاعر جناب ملک شہادت علی طاہر جھنگ، جناب اسامہ قاسمی لاہور نے منظوم نذرانہ پیش کیا اور ان کے فرزندان سے والد محترم کی کارکردگی کو برقرار رکھنے کا تقاضا کیا گیا۔ بیٹے جو علمائے کرام ہیں نے عہد کیا کہ وہ اپنے باپ دادا کے مشن کو جاری رکھیں گے۔

**جامع مسجد حنفیہ میں جلسہ:** کلرآبادی عالم چوک میں واقع ہے، جس کے خطیب مولانا عرباض احمد، متولی حافظ فضل الرحمٰن، امام مولانا حاکم علی ہیں۔ ان حضرات نے ۱۳ مارچ مغرب کے بعد جلسہ کا اہتمام کیا۔ جلسہ کی صدارت حافظ فضل الرحمٰن نے کی۔ نعتیہ کلام مولانا عرباض احمد نے پیش کیا۔ جلسہ سے گوجرانوالہ کے مبلغ مولانا

محمد عارف شامی، مرکز ختم نبوت کنگنی والا کے خطیب مولانا عمر حیات نے خطاب کیا، جبکہ آخری خطاب مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کیا۔ مقررین نے عقیدہ ختم نبوت پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد ہے۔ جس کو قرآن پاک کی ایک سو آیات، دوسو سے زائد احادیث میں بیان کیا گیا ہے۔ نیز انہوں نے کہا کہ خلیفۃ الرسول بلافصل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں صحابہ کرامؓ کا پہلا اجماع عقیدہ ختم نبوت پر منعقد ہوا۔ نیز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بارہ سو صحابہ کرامؓ و تابعینؒ کی عظیم الشان قربانی دے کر قیامت تک آنے والی نسل کو یہ سبق دیا کہ مسلمان سب کچھ برداشت کرسکتا ہے لیکن ختم نبوت کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کی جاسکتی۔ الحمدللہ! امت مسلمہ خلیفۃ الرسول کے ارشادات کی روشنی میں اس عقیدہ کی حفاظت کرتی چلی آرہی ہے اور آئندہ بھی کرتی رہے گی۔

**مدرسہ تعلیم القرآن والسنۃ کے دورہ تفسیر میں بیان:** مدرسہ تعلیم القرآن والسنۃ باگڑیاں گوجرانوالہ کے بانی الحاج مولانا محمد نعیم بٹ مدظلہ ہیں۔ یہ ادارہ ۲۰۰۱ء میں معرض وجود میں آیا۔ ادارہ میں موقوف علیہ تک تعلیم ہوتی ہے۔ نیز ہر سال شعبان و رمضان کی چھٹیوں میں دورہ تفسیر ہوتا ہے۔ گوجرانوالہ کے معروف عالم دین حضرت مولانا مفتی محمد داؤد مدظلہ تقریباً ایک پارہ یومیہ پڑھاتے ہیں۔ آپ کا سبق صبح آٹھ بجے سے بارہ بجے تک ہوتا ہے۔ ظہر سے عصر تک دیگر علمائے کرام مختلف موضوعات پر سبق پڑھاتے ہیں۔ راقم بھی کئی سال سے تین دن کے لئے حاضری دے دیتا ہے۔ امسال ۱۳ تا ۱۵ مارچ ۲۰۲۳ء کو حاضری ہوئی۔

۱۳/ مارچ کو ''عقیدہ ختم نبوت'' پر سبق ہوا۔ ۱۴/ مارچ کو ''اوصاف نبوت'' پر ۱۵/ مارچ کو ''حیات عیسیٰ علیہ السلام''، ۱۳/ مارچ کو راقم کے ساتھ قاری محمد حیات خطیب مرکز ختم نبوت کنگنی والا کا بیان ہوا، جبکہ ۱۴/ اور ۱۵/ مارچ مولانا محمد عارف شامی نے سبق پڑھایا۔

**آل پاکستان ختم نبوت کورس چناب نگر کی اختتامی تقریب:** ۹/ مارچ صبح آٹھ سے دس بجے تک تقریب منعقد ہوئی۔ تقریب کی صدارت خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد مدظلہ نے کی۔ تقریب سے حضرت صاحبزادہ صاحب کے علاوہ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا سیف اللہ خالد چنیوٹ، مفتی ظفر اقبال چیچہ وطنی، قاری عبدالحمید حامد چنیوٹ، قاری عزیز الرحمٰن رحیمی اور مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے خطاب فرمایا۔

نیز شرکائے کورس کو قاری عزیز الرحمٰن رحیمی، قاری عبدالحمید حامد، جناب خالد مسعود ایڈووکیٹ، مولانا عبیداللہ ارشد، مولانا بصیراللہ خان پشاور، مولانا عبداللہ خان پشاور، مولانا خالد محمود، مولانا سعید احمد وقار لاہور، حاجی محمد سلیم، حاجی محمد منشاء، حاجی محمد جمیل، مولانا عطاء الرحمٰن صدیقی، قاری افتخار احمد لاہور، مولانا عنایت اللہ مبلغ کوئٹہ، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا فقیر اللہ اختر مبلغ سیالکوٹ، قاری جعفر جان کے ہاتھوں انعامات اور کتب کے پیکٹ دلوائے گئے۔ نیز تقاریر میں اول، دوم اور سوم آنے والوں کو مزید انعامات دلوائے گئے۔ امتحانات میں اول، دوم اور سوم والوں کو بھی مولانا افتخار احمد رشیدی، مولانا اللہ وسایا اور دیگر علمائے کرام کے ہاتھوں انعامات دلوائے گئے۔

**امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ کی تشریف آوری:** شجاع آباد میں مشہور تبلیغی ساتھی مولانا عبدالوحید ہیں جو ''چاہ مولے والا'' میں مدرسہ اصحاب صفہ کے نام سے ادارہ چلارہے ہیں ادارہ اسم بامسمّٰی ہے، تو ان کی خواہش تھی کہ حضرت الامیر مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی دامت برکاتہم میرے ادارہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمائیں۔ چنانچہ ۲۱/ مارچ کو حضرت والا کی تشریف آوری ہوئی۔ ظہر کی نماز کے بعد جلسہ منعقد ہوا، جس میں بستی ملوک سے رائے ونڈ مرکز تبلیغ کی ایک شاخ کے مولانا شکیل عالم نے خطاب فرمایا۔ آپ کی تقریر کے دوران حضرت قبلہ کی جب تشریف آوری ہوئی تو موصوف نے اپنی تقریر روک کر مائک حضرت والا کے سپرد کردیا۔ حضرت قبلہ نے تقریباً آدھ گھنٹہ بیان میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت قرآن و حدیث اور اجماع امت سے پیش فرمائی۔ اور خصوصیت کے ساتھ فرمایا کہ ختم نبوت کا جھنڈا اسلامی وضع قطع ہے۔ شکل و شباہت اور لباس سنت کے مطابق ہو آپ نے داڑھی منڈوانے اور کتروانے والوں سے آئندہ داڑھی نہ منڈوانے کا عہد لیا۔

**مجلس ذکر اور خطاب:** مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ جس کے بانی میرے والد محترم الحاج میاں عبدالخالقؒ تھے اور ایک عرصہ تک فرزندی

مولانا ابوبکر صدیقؒ اس کی نگرانی وآبیاری کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ان کی یاد اور ایصال ثواب کے لئے ۲۱/مارچ ۲۰۲۳ء کو مغرب کی نماز کے بعد حضرت والا جامع مسجد سیدنا علی المرتضیٰ مدرسہ تعلیم القرآن صدیقیہ میں تشریف لائے۔ مختصر وعظ فرمایا اور بعدازاں اسم ذات کا ذکر بالجہر کرایا۔ مجلس ذکر کے بعد کئی ایک احباب نے آپ کے دست حق پرست پر گناہوں سے توبہ کی اور آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ حضرت والا نے مدرسہ ومسجد کے مرحوم خدام کی مغفرت کی دعا فرمائی اور نماز عشاء کے بعد کچھ دیر دفتر میں تشریف فرما ہوئے۔ دعاؤں سے سرفراز فرماتے ہوئے اور عازمِ ملتان ہوئے۔

**مدرسہ اشرف العلوم میں حاضری:** مدرسہ اشرف العلوم شجاع آباد کے بانی سیدی ومرشدی حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ تھے آپ کئی ایک مشائخ عظام کے تربیت یافتہ اور مجاز تھے، تقریباً پون صدی قرآن وسنت کی خدمات سرانجام دیتے رہے، اس مدرسہ میں آپ کی زندگی مبارک میں فاضل دیوبند حضرت مولانا دوست محمدؒ کبیر والوی جو آپ کے ایک شیخ، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ بھی تھے، نیز حضرت والا کے فرزند اکبر حضرت اقدس مولانا عبدالحئی بہلویؒ، آپ کے داماد حضرت مولانا عبدالحمیدؒ تعلیم وتدریس کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ نیز آپ ہر سال شعبان المعظم اور رمضان المبارک کی چھٹیوں میں دورۂ تفسیر پڑھاتے، جس میں درجنوں علمائے کرام اور طلبہ شرکت کرتے، آپؒ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا عزیز احمد بہلویؒ مدرسہ کا اہتمام وانصرام فرماتے رہے۔

مولانا عزیز احمد بہلویؒ کے فرزندانِ گرامی مولانا حسین احمد مدنی، مولانا عبدالرحمٰن، مولانا محمد عبداللہ بہلوی سلمہم اللہ نے دورۂ تفسیر کا دوبارہ اجرا فرمایا۔ چنانچہ ۲۱/مارچ کو دورۂ تفسیر، دورۂ تجوید وقرأت، دورۂ خطابت کی اختتامی تقریب بھی تھی، جس میں راقم کو بھی شرکاء سے چند گزارشات عرض کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔☆☆

## قاری محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ شجاع آباد

قاری محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ ہمارے علاقہ شجاع آباد بگڑیں کی مضافاتی بستی راں میں ۱۹۴۶ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی۔ جبکہ حفظ مخدوم عالی بہاولپور ملتان میں فاضل دیوبند حضرت مولانا درمحمد شاہؒ کی سرپرستی میں قاری غلام حسین سے کی۔ جبکہ دورہ حدیث شریف جامعہ اشرفیہ لاہور میں شیخین حضرت مولانا رسول خان ہزارویؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور دیگر اساتذہ جامعہ سے احادیث نبویہ کی تعلیم حاصل کی۔ تکمیل علوم اسلامیہ کے بعد اپنے آبائی علاقہ منسے والا میں علاقہ کے عظیم صاحبِ طرز خطیب حضرت مولانا غلام سرورؒ کی نگرانی میں ایک عرصہ تک تدریس قرآن پاک کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ حضرت مولانا غلام سرورؒ ہمارے حضرت مولانا زبیر احمد صدیقی مدظلہ کے جداعلیٰ تھے۔ ازاں بعد جامعہ ترتیل القرآن لٹن روڈ لاہور میں استاذ القرأ، مولانا قاری عطاء اللہ تونسویؒ کے زیر سایہ تیس سال تک قرآن پاک کی تجوید وقرأت کے ساتھ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اسی دوران آپ سے ہزاروں طلبہ نے تجوید وقرأت کی تعلیم حاصل کر کے قاری قرآن کی ڈگری حاصل کی۔ بعدازاں بحریہ ٹاؤن کے قریب جلبانہ روڈ جامعہ عمر ابن عبدالعزیز کے نام سے ادارہ قائم کیا۔ راقم کے قیام لاہور کے زمانہ ۱۹۹۰ء سے ۲۰۰۰ء تک دسیوں ملاقاتیں رہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پروگراموں میں شرکت فرماتے، عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے کسی کمی کوتاہی کا ارتکاب نہ کرتے۔ آپ انتہائی بااخلاق اور ملنسار انسان تھے۔ قرآن پاک کھول کر تلاوت سے فیضیاب ہوتے رہے۔ آپ کے ایک جواں سال فرزند ارجمند قاری محمد احمد مدنیؒ دریا میں نہاتے ہوئے ڈوب گئے، کئی روز کے بعد ان کی میت دریا سے صحیح سالم ملی۔ اپنے علاقہ میں عوام الناس کے عقائد واعمال کی اصلاح کے لئے کئی ایک دینی ادارے قائم کرائے اور ان کی سرپرستی فرماتے رہے۔ آپ نے ۲۴/ذوالقعدہ ۱۴۴۳ھ، مطابق ۱۴/جون ۲۰۲۲ء کو انتقال فرمایا۔ ہمارے حضرت مولانا عبدالحئی بہلویؒ کے خلیفہ مجاز، استاذ جی مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کے شاگرد رشید شیخ الحدیث مولانا محمد نواز سیال مدظلہ کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں سینکڑوں سے متجاوز علمائے کرام، حفاظ وقرأ اور عوام نے شرکت کی اور انہیں لاہور کے قبرستان میاں میر میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ تین فرزندانِ گرامی قاری محمد طیب شفیع، قاری محمود اشرف، قاری محمد حسن شفیع اور تین بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ راقم پہلے مسلسل تبلیغی اسفار کی وجہ سے نہ تو ان کے جنازہ میں شریک ہوسکا اور نہ ہی بروقت تعزیت کرنا نصیب ہوا۔ کئی ماہ کے بعد ان کی وفات حسرت آیات کا علم ہوا تو آپ کے ایک فرزند گرامی قاری محمد طیب شفیع کو فون پر تعزیت کی اور یہ چند سطور تحریر کیں۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ پروردگار عالم ان کی خدمت قرآن وسنت کی برکت سے ان کے حسنات کو قبول فرمائیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

# صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دفاعِ ختم نبوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ’’آل پنجاب سالانہ تحریری مقابلہ‘‘ منعقد کیا گیا۔عنوان تھا:’’صحابہ کرامؓ کا دفاعِ ختم نبوت‘‘ اس عنوان پر دینی مدارس، اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے طلباو طالبات نے حصہ لیا۔ان مضامین سے چند منتخب اور معیاری مضامین یہاں شائع کئے جارہے ہیں۔

حذیفہ حیدر

دنیائے اسلام میں جتنی بھی مقدس شخصیات گزری ہیں، ان کے چاہنے والوں نے ان کے اوپر ہونے والے سب وشتم اور اعتراضات کا جواب ضرور دیا ہے، اسی طرح دین اسلام کے منبع وسرچشمہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ بھی بعض لوگوں نے اعتراضات کیے۔آپ علیہ السلام کے منصب نبوت اور ختم پر بھی بعض دجالوں کذابوں نے ڈاکا ڈالا، جن کی تمام تر سازشوں کو جاں نثارانِ محمد آل محمد نے ملیامیٹ کیا اور کررہے ہیں۔ختم نبوت کے معزز و مکرم شرف منصب پر آپ علیہ السلام کے دور ہی میں ایک آدمی مسیلمہ کذاب نے حملہ کیا اور خود کو نبی کہلانے کا دعوی کیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس فتنہ کی سرکوبی کی، جس کے نتیجے میں جنگ یمامہ وقوع پزیر ہوئی۔جنگ یمامہ مسیلمہ کذاب کے دعویٰ نبوت کے نتیجے میں لڑی گئی، جہاں 1200 سے زائد صحابہ کرامؓ ، تابعین عظامؒ کی شہادت ہوئی اور اس فتنے کو مکمل مٹا ڈالا گیا۔خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ خطبہ دے رہے تھے:’’لوگو! مدینہ میں کوئی مرد نہ رہے، اہل بدر ہوں یا اہل احد سب یمامہ کا رخ کرو۔‘‘ بھیگتی آنکھوں سے وہ دوبارہ بولے:’’مدینہ میں کوئی نہ رہے حتی کہ جنگل کے درندے آئیں اور ابوبکرؓ کو گھسیٹ کر لے جائیں۔‘‘ صحابہ کرامؓ کہتے ہیں کہ اگر علی المرتضیٰؓ سیدنا صدیق اکبرؓ کو نہ روکتے تو وہ خود تلوار اٹھا کر یمامہ کا رخ کرنے والے تھے۔13 ہزار کے مقابل بنوحنیفہ کے 70000 جنگجو اسلحہ سے لیس کھڑے تھے۔

یہ وہی جنگ تھی جس کے متعلق اہل مدینہ کہتے تھے:’’بخدا! ہم نے ایسی جنگ نہ کبھی پہلے لڑی نہ ہی بعد میں لڑی۔‘‘ اس سے پہلے جتنی جنگیں ہوئیں بدر، احد، خندق، خیبر، موتہ وغیرہ صرف 259 صحابہ کرامؓ شہید ہوئے تھے۔ختم نبوت کے دفاع میں 1200 صحابہؓ کٹے جسموں کے ساتھ مقتل میں پڑے تھے۔اے قوم! تمہیں پھر بھی ختم نبوت کی اہمیت معلوم نہ ہوئی۔انصار کا وہ سردار ثابت بن قیس ہاں وہی جس کی بہادری کے قصے عرب وعجم میں مشہور تھے اس کی زبان سے جملہ ادا ہوا:’’اے اللہ! جس کی یہ عبادت کرتے ہیں میں اس سے برأت کا اظہار کرتا ہوں۔‘‘ چشم فلک نے وہ منظر بھی دیکھا جب وہ اکیلا ہزاروں کے لشکر میں گھس گیا اور اس وقت تک لڑتا رہا جب تک اس کے جسم پر کوئی ایسی جگہ نہ بچی جہاں شمشیر وسناں کا زخم نہ لگا ہو۔عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا لاڈلا بھائی، ہاں وہی زید بن خطابؓ جو اسلام لانے میں صف اول میں شامل تھے، انہوں نے مسلمانوں میں آخری خطبہ دیا:’’واللہ! میں آج کے دن اس وقت تک کسی سے بات نہ کروں گا جب تک کہ انہیں شکست نہ دے دوں یا شہید نہ کر دیا جاؤں۔‘‘ اے قوم! تمہیں پھر بھی ختم نبوت کی اہمیت معلوم نہ ہوئی۔وہ بنوحنیفہ کا باغ ’’حدیقۃ الرحمٰن‘‘ کہلاتا تھا جس میں اتنا خون بہا کہ اسے ’’حدیقۃ الموت‘‘ کہا جانے لگا۔وہ ایسا باغ تھا جس کی دیواریں مثل قلعہ کے تھیں۔کیا عقل یہ سوچ سکتی ہے کہ ہزاروں کا لشکر ہو اور براء بن مالکؓ کہے:’’لوگو! اب ایک ہی راستہ ہے تم مجھے اٹھا کر اس قلعہ میں پھینک دو میں تمہارے لئے دروازہ کھولوں گا۔‘‘ اس نے قلعہ کی دیوار پر کھڑے ہو کر منکرین ختم نبوت کے اس لشکر جرار کو دیکھا اور پھر تن تنہا، اس قلعے میں چھلانگ لگادی۔قیامت تک جو بھی بہادری کا دعویٰ کرے گا، یہاں وہ بھی سر پکڑ لے گا! ایک اکیلا شخص ہزاروں سے لڑ رہا تھا، ہاں اس نے دروازہ بھی کھول دیا اور پھر مسلمانوں نے منکرین ختم نبوت کو کاٹ کر رکھ دیا۔قارئین کرام! آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی ہی میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا، جس کا نام اسود عنسی اس کذاب کا تعلق یمن سے تھا۔یہ خاتم الانبیاء، سید المرسلین حضرت محمد مصطفی ﷺ کی حیات مبارکہ میں دعویٰ نبوت کرنے والا پہلا شخص تھا۔اسود عنسی شعبدہ بازی اور کہانت میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا، چونکہ اس زمانے میں یہ دو چیزیں کسی کے باکمال ہونے کی دلیل سمجھی جاتی تھیں، لہٰذا یہی وجہ ہے کہ لوگوں کی بڑی تعداد اس کی معتقد بن گئی۔سب سے پہلے اس نے نجران پر ہی فوج کشی کر کے عمرو بن حزم اور خالد بن سعید کو وہاں سے بیدخل کیا اور پھر بتدریج پورے یمن پر قبضہ کرلیا۔عمرو بن حزم اور خالد بن سعید نے مدینہ منورہ پہنچ کر سارا قصہ حضور نبی کریم ﷺ کے گوش گزار کیا، جس پر آپ ﷺ نے یمن کے بعض سرداروں اور اہل نجران کو اسود کے خلاف جہاد کا حکم نامہ تحریر فرمایا اور یوں یہ لوگ باہم ربط اسود کے خلاف متحد ہوگئے۔چنانچہ اسود عنسی کا قتل نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جاں نثار صحابی حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے کیا اور دفاع ختم نبوت کا عملی نمونہ پیش کیا۔☆☆

# رعایتی قیمت مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

| نمبر شمار | نام کتاب | مصنف | رعایتی قیمت |
|---|---|---|---|
| 1 | قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ | پروفیسر محمد الیاس برنیؒ | 400 |
| 2 | رئیس قادیان | ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ | 300 |
| 3 | ائمہ تلبیس | ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ | 300 |
| 4 | تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں) | حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ | 1200 |
| 5 | فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے (2 جلدیں) | جناب محمد متین خالد صاحب | 700 |
| 6 | تحریک ختم نبوت (10 جلد مکمل سیٹ) | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 2500 |
| 7 | مقدمہ بہاولپور مکمل سیٹ (تین جلدیں) | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 1000 |
| 8 | محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 1 تا 20 (مزید جلدوں کی اشاعت جاری ہے) | متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل | 5100 |
| 9 | قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں) | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 1000 |
| 10 | قادیانی شبہات کے جوابات (کامل) | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 300 |
| 11 | چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (5 جلدیں) مکمل سیٹ | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 1200 |
| 12 | آئینہ قادیانیت | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 200 |
| 13 | ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 130 |
| 14 | قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے | جناب محمد متین خالد صاحب | 150 |
| 15 | سیرت حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا | ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ | 150 |
| 16 | تذکرہ مجاہدینِ ختم نبوت | حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب | 200 |
| 17 | خطبات شاہین ختم نبوت (دو جلدیں) | مولانا محمد بلال، مولانا محمد یوسف ماما | 400 |
| 18 | اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ | مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ | 150 |
| 19 | مجموعہ رسائل (رد قادیانیت) (دو جلدیں) | رسائل اکابرین | 400 |
| 20 | قادیانیت کا تعاقب | مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد | 120 |
| 21 | ختم نبوت کورس | مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب | 250 |

**نوٹ:** ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ